اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

بارہویں اسمبلی / تیرہواں اجلاس (پانچویں نشست)

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ بروز جمعرات مورخہ 20/مارچ 2025ء بمطابق ۱۹/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ۔

نمبر شمار	مندرجات	صفحہ نمبر
1	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	03
2	دعائے مغفرت۔	04
3	رخصت کی درخواستیں۔	26
4	قرارداد نمبر 17۔	26
5	قرارداد نمبر 40۔	28
6	گورنر بلوچستان کا حکم نامہ۔	31

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر۔۔کیپٹن (ریٹائرڈ) جناب عبدالخالق خان اچکزئی

ڈپٹی اسپیکر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔میڈم غزالہ گولہ بیگم

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب طاہر شاہ کاکڑ

اسپیشل سیکرٹری (قانون سازی)۔۔۔۔جناب عبدالرحمٰن

چیف رپورٹر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

بروز جمعرات مورخہ 20/مارچ 2025ء بمطابق ۱۹/رمضان المبارک ۱۴۴۶ھ

بوقت سہ پہر 03 بجکر 25 منٹ پر زیر صدارت میڈم غزالہ گولہ بیگم، قائم مقام اسپیکر،

بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ **از** حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ط

رَبَّنَآ اِنَّکَ مَنۡ تُدۡخِلِ النَّارَ فَقَدۡ اَخۡزَیۡتَہٗ ط وَمَا لِلظّٰلِمِیۡنَ مِنۡ اَنۡصَارٍ ﴿۱۹۲﴾ رَبَّنَآ اِنَّنَا سَمِعۡنَا مُنَادِیًا یُّنَادِیۡ لِلۡاِیۡمَانِ اَنۡ اٰمِنُوۡا بِرَبِّکُمۡ فَاٰمَنَّا ﴿صلے﴾ ق رَبَّنَا فَاغۡفِرۡ لَنَا ذُنُوۡبَنَا وَکَفِّرۡ عَنَّا سَیِّاٰتِنَا وَتَوَفَّنَا مَعَ الۡاَبۡرَارِ ﴿۱۹۳﴾ ج رَبَّنَا وَاٰتِنَا مَا وَعَدۡتَّنَا عَلٰی رُسُلِکَ وَلَا تُخۡزِنَا یَوۡمَ الۡقِیٰمَۃِ ط اِنَّکَ لَا تُخۡلِفُ الۡمِیۡعَادَ ﴿۱۹۴﴾

پارہ نمبر ۴ سُوۡرَۃُ آلِ عمران آیات نمبر ۱۹۲ تا ۱۹۴

ترجمہ: اے رب ہمارے جس کو تو نے دوزخ میں ڈالا سو اس کو رسوا کر دیا، اور نہیں کوئی گناہگاروں کا مددگار۔ اے رب ہمارے ہم نے سُنا کہ ایک پُکارنے والا پُکارتا ہے ایمان لانے کو کہ ایمان لاؤ اپنے رب پر، سو ہم ایمان لے آئے، اے رب ہمارے اب بخش دے گناہ ہمارے اور دُور کر دے ہم سے بُرائیاں ہماری اور موت دے ہم کو نیک لوگوں کے ساتھ۔ اے رب ہمارے اور دے ہم کو جو وعدہ کیا تُو نے ہم سے اپنے رسولوں کے واسطہ سے اور رُسوا نہ کر ہم کو قیامت کے دن، بیشک تُو وعدہ کے خلاف نہیں کرتا۔ صَدَقَ اللّٰہُ الۡعَظِیۡمِ۔

☆☆☆

میڈم قائم مقام اسپیکر: جَزَاکَ اللہ۔ اَعُوْذُبِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم۔ بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم۔

سیّدظفرعلی آغا: حافظ حسین احمد وفات پا چکے ہیں، وہ جمعیت علماء اسلام کے مرکزی رہنما تھے دو دفعہ سینیٹراور ایم این اے بھی رہ چکے ہیں اُن کے لئے فاتحہ خوانی کی جائے۔

(فاتحہ خوانی کی گئی)

ڈاکٹرعبدالمالک بلوچ: میڈم! مَیں دو points آپ کے سامنے رکھوں گا پھر ایجنڈے کی طرف جائیں گے، آپ کی اجازت سے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹرعبدلمالک بلوچ: میڈم! دو دن سے سول ہسپتال میں چونتیس پینتیس dead-bodies پڑی ہوئی ہیں جن میں سے تیرہ کو پرسوں رات ڈھائی بجے کاسی قبرستان میں دفنایا گیا ہے۔ہم سمجھتے ہیں کہ وہاں لوگ گئے ہیں جو لاپتہ افراد کے لواحقین تھے کہ ہمیں بھی دکھا دیں شاید یہ ہمارے لوگ ہوں۔تو اُن پر لاٹھی چارج ہوا۔میڈم! پہلے کبھی یہ نہیں ہوا تھا۔ پہلے جو بھی bulleted raided bodies ملتی تھیں اُن کے عزیزوں کو دکھاتے تھے اور اُن کے حوالے کرتے تھے۔میری آپ کی چیئر کے توسط سے،سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے ہیں، اِنہی گورنمنٹ کے دوستوں سے، کہ آپ اس مسئلہ کو جتنا خراب کرو گے یہ اتنا ہی الجھے گا۔اگر کسی کا لاپتہ افراد ہیں یا وہ بولان میں مارے گئے ہیں۔اُن کو لوگوں کے سامنے واضح کرلیں تاکہ وہ مطمئن ہوں۔ابھی سارا سریاب بند ہو رہا ہے۔دوسری بات جو آپ سے گزارش کرلوں۔کہ ہمارے پروفیسرز اور پروفیسرز ایسوسی ایشن کا عہدہ ڈاکٹر الیاس کو اور اُس کے بیٹے عادل کو جو ایک پائلٹ ہے، اُس کے داماد کو رات ڈیڑھ بجے لے کے گئے ہیں۔وہ ایک پروفیسر ہے professionally psychiatrist ہے۔تو اس طرح اگر آپ بلوچستان کے سینئر ترین لوگوں کو اٹھا کے غائب کرلیتے ہیں اُس سے تو میں I don't think کہ ہم لوگ یہاں بیٹھ کے صرف سوال جواب کررہے ہیں،لوگوں کے issue کو تو ایڈریس نہیں کررہے۔میری آپ سے گزارش ہے،مَیں نے پولیس والوں سے بھی request کی،سی ایم صاحب نہیں ہیں البتہ سینئر لوگ بیٹھے ہوئے ہیں کم از کم اس level کے لوگوں کو تو آپ لوگ راتوں رات اٹھا کے لے جاؤ گے اور یہ 34 لاشیں جو پڑی ہوئی ہیں اُن کو انکے لواحقین کو دکھائیں جس کے ہیں اُن کو لے جا کے دفنا دیں گے۔یہ اسلامی حوالے سے بھی جائز ہے روایتاً بھی جائز ہے ویسے آپ نے رات کے ڈھائی بجے 13 آدمی کو کاسی قبرستان میں دفنا دیا ہے۔یہ کون سی شرافت ہے یعنی اُس کی حد بھی ہوتی ہے۔ٹھیک ہے کسی نے گناہ کیا اُس کی لاش کو تو دے دو۔تو میری گزارش ہے گورنمنٹ سے کہ اس پر ایکشن لینے بجائے لوگوں کو مارنے کی وہاں لاٹھی چارج کرنے کے لیے۔یہ اُن کو دکھا دیں جن کے لوگ ہیں وہ لے جائیں گے اپنے قبرستانوں میں اُن کو

دفنادیں گے۔مہربانی۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ ڈاکٹر صاحب۔جی اسد صاحب۔

میر اسداللہ بلوچ: شکریہ میڈم اسپیکر! میں بات کرنا چاہتا ہوں ایک اہم مسئلے پر۔مَیں اِس شہر سے چیزوں کو لے کے آگے بڑھنا چاہتا ہوں جو حالات وواقعات ہیں۔ایک بلوچ شاعر نے جب اپنے حالات وواقعات کو دیکھتے ہوئے اِن الفاظ کے ساتھ کہتے چلے جارہے ہیں کہ:''کودکاں کُشے ماتانی ٹیلگاں جنے، لاڑیں گساں آس دئے، تئی ظلم پاہاڑ کنت درکہ یک جاکری بچ ءِتئی سرا گارکنت''۔میڈم اسپیکر! ہم جس ریاست میں رہتے ہیں، اُس میں کوئی شک نہیں کہ اس کو جمہوریت کا نام دیا گیا ہے، اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔جمہوریت کے کچھ اصول، کچھ انداز اور کچھ پیمانہ ہوتے ہیں۔ہم سارے political parties ہیں سب کے پارٹی کا ایک جمہوری، آئینی تقاضے ہوتے ہیں۔اِس دفعہ اِس الیکشن میں جمہوری عمل کو سبوتاژ کیا گیا ہے۔عوام کی جو franchisation ہے اُس کی اہمیت نہیں ہوئی۔پسند اور ناپسند پر لوگوں کو لایا گیا۔میں کسی کا نام لوں یا نہ لوں۔سورج کو ہم چھپا نہیں سکتے ہیں اُس کے بعد جب یہاں چیزیں سجائی گئیں جو حالات اِس وقت پیدا ہورہے ہیں۔صرف ایک جانب سے بلوچ لوگ اپنے قومی حقوق کی خاطر اپنی لبریشن کی، اپنی آزادی کی اور اپنی حق کی بات کررہے ہیں۔دوسری جانب ریاست اپنی طاقت اورقوت کے ساتھ بات کررہی ہے۔ریاست زمانے میں افلاطون اور اَرسطو نے کہا کہ ریاست ماں جیسی ہوتی ہے۔تو ریاست کو تحمل کے ساتھ چیزوں کو سننا چاہیے۔مارنے کے ساتھ ساتھ کچھ آپشن بھی چھوڑیں کہ لوگوں کو روزگار چاہیے۔حالات بگڑ چکے ہیں، ظلم کی وجہ سے ہوئی ہے۔غلط پالیسیوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔جو mindset اسلام آباد والوں نے بنایا ہے۔اُسکا نتیجہ کیا ہوا میڈم اسپیکر! ایک بات اپنی جگہ clear ہے جب یہ ملک بنا سلسلہ چلتا رہا۔47ء میں بلوچستان، تاریخ کو مسخ نہ کریں، اِس ملک کا حصہ نہیں تھا۔48ء میں قلات پر فوج کشی کی گئی اور بلوچستان کو مقبوضہ بنایا گیا۔اُسی دن سے یہ struggle اور جدوجہد جاری ہے۔ایوب خان کے ابھی مارشل لاء کی بات ہورہی ہے۔ایوب خان نے مارشل لاء لگایا رزلٹ کیا نکلی اُس کی؟ جنرل ضیاء نے بھٹو کو پھانسی پر چڑھایا اُس کا رزلٹ کیا نکلا؟ حمید شہید کو پھانسی پر چڑھایا اُس کا رزٹ کیا نکلا؟ بلوچستان میں جنرل ٹکا خان نے بمباری کی اُس کا رزلٹ کیا نکلا؟ پھر اُس کے بعد مشرف نے کہا کہ مَیں سرداروں کو hit کروں گا اُس کا رزلٹ کیا نکلا؟ جناب! Apex Committee ، یہ تو آئین میں نہیں۔یہ صوبائی Apex Committee میں کچھ مثبت باتیں بھی ہونی چاہئیں۔جی وہ نیشنل level پر ہوتے ہیں آئین میں تو ہے ہی نہیں۔Apex Committee میں کچھ مثبت باتیں بھی ہونی چاہئیں۔کتنے لوگوں کو ماریں گے۔افغانستان میں نیٹو نے پوری بیس سال اپنی طاقت، اپنا بم، اپنا پورا اسلحہ، جدید اسلحہ اُن کے ساتھ تھا، پورے افغانستان کے شمال وجنوب اور پورے ایریا میں

بمباری کی۔ آخر کار پھر افغانستان سے اُس کو نکلنا پڑا۔ حل ہے، solution ہے، ہم یہاں بیٹھے ہیں کہ اُس کی solution نکال لیں۔ حل ہے یہاں جو ساتھی بیٹھے ہوئے ہیں اُن کی ذمہ داری بنتی ہے یک طرفہ وہ اپنا ووٹ نہیں ڈالیں، بلوچستان میں بیٹھے ہوئے سرزمین کی دھرتی کی ذمہ داریوں کے اوپر ہے۔ مَیں یہی سمجھتا ہوں کہ آنے والے وقت میں ایک نیا عمرانی معاہدہ کے ساتھ، ایک نیا سوشل کنٹریکٹ کے ساتھ، پھر بیٹھ کے، فوج کو نیشنل فوج آپ بنائیں، ہر صوبہ سے پچاس پچاس ہزار لے لیں۔ یہ آٹھ لاکھ کی آرمی کو reduce کریں۔ پچاس ہزار سندھ کے پچاس ہزار بلوچستان کے، پچاس ہزار کے پی کے، پچاس پنجاب کے، دو لاکھ کی فوج بنائیں اور ایٹم بم ویسے ہی آپ کے پاس ہے۔ اس کے ساتھ سینٹ کے جو اختیارات ہیں مالی اختیارات دیے جائیں۔ جو وزیر اعظم ہوگا آنے والے وقت میں، ہر دفعہ ایک صوبے کا وزیر اعظم ہونا چاہیے۔ کوئی راستے پر نکلیں، کوئی فارمولا نکالیں۔ اگر صرف مارنے سے 17 بندوں کو مار کے، یہ مارنا کون سی تہذیب ہے؟ بین الاقوامی دنیا میں ملکوں کے درمیان جنگیں ہوتی ہیں۔ اُس کے بعد اُن کی dead bodies اُنکے حوالے کیے جاتے ہیں۔ سفارتی تعلقات ہوتے ہیں۔ اُن کے حوالے کیے جاتے ہیں۔ میڈم اسپیکر! اگر یہ ابھی آپریشن کرنے جا رہے ہیں۔ مَیں اِس آپریشن کی مخالفت کرتا ہوں۔ اگر آپ یہ آپریشن کریں مَیں کچھ نہیں کر سکتا۔ آپریشن میں اگر دو لاکھ بندے ماریں بلوچستان میں پھر رزلٹ کیا ہوگا 10 لاکھ لوگ نکلیں گے بلوچستان میں۔ بلوچستان کے عوام referendum میں تو گئے ہیں جتنے ہمارے لوگ ہیں جتنے سرکار کے لوگ ہیں وہ جا کے ایوب اسٹیڈیم میں بڑا جلسہ کریں۔ دوسری جانب سے ڈاکٹر ماہ رنگ بلوچ ایک اعلان کرے گا کہ پبلک کس کے ساتھ ہے؟ ہم نے اپنی آنکھیں کیوں بند کر رکھی ہیں۔ اگر ملک کو چلانا ہے تو بلوچستان کے عوام کو ساتھ لے کر آگے بڑھیں۔ جیو اور جینے دو کی پالیسی کو اپنائیں۔ یہ تو نہیں ہے اس گورنمنٹ میں مَیں اپنا جو پیپلز پارٹی کا بھی ہے مؤقف نہیں رہا ہے۔ بینظیر شہید کا کبھی یہ مؤقف نہیں رہا۔ کہاں کی ڈیموکریسی ہے؟ کہاں کا انصاف ہے؟ حلقہ PB-29 میں ایک ٹیڈی ایک پیسہ مجھے نہیں دیا گیا ہے کیوں؟ کیونکہ مَیں کورٹ میں گیا تھا۔ یہ کہاں کی جمہوریت ہے؟ پچھلی دفعہ جب وزیر اعلیٰ صاحب سے مَیں نے بات کی تو کہتے ہیں کہ آپ کے تو فنڈز سیکٹر کمانڈر نے روکے ہیں۔ بھئی اُس نے کیوں روکے ہیں؟ سوال یہ بنتا ہے کہ میرے فنڈز روکنے کا، پی اینڈ ڈی کا اگر منسٹر بیٹھا ہوا ہے وہ جواز پیدا کریں بتائیں کہ کیوں روکے ہیں اُس نے؟ اِن فنڈز کو روکنے سے تین لاکھ عوام کی نفرتیں پیدا کر رہی ہیں۔ اِس دفعہ بھی روکو، اِس پانچ سال میں بھی روکو۔ اِس غلط فہمی میں کوئی نہیں رہے کہ میں اپنے فنڈز کی خاطر آ کے بھیک مانگوں گا نہیں، یہ آواز اِس اسمبلی میں گونجے گی، حق کی آواز گونجے گی اور پانچ سال تک گونجے گی آپ کچھ بھی نہ دیں بلوچستان کو 70 سالوں سے آپ نے کچھ نہیں دیا ہے۔ چیزیں بگڑتی گئیں اِس حالت میں پہنچی گئی ہیں۔ لہٰذا اِس اسمبلی میں جتنے بھی پارٹیوں کے لوگ بیٹھے ہوئے ہیں، میرے لیے قابلِ احترام ہیں

وہ انصاف کریں۔انصاف کے تقاضے پورے کریں۔کل Apex Committee میں بیٹھنے میں مَیں تو نہیں گیا۔بولنا چاہیے تھا کہ جناب آپریشن بلوچستان کے مسئلے کا حل نہیں ہے۔ابھی میڈم اسپیکر! یوتھ مرنے کے لیے تیار ہیں کیا آپ سب کو ماریں گے؟ کتنے لوگوں کو ماریں گے۔ ہزار، دو ہزار، لاکھ، دو لاکھ ہر پہاڑ سے بلوچ نکلیں گے۔اور میدان سے نکلیں گے، ہر گلی سے نکلیں گے، ہر بازار سے نکلیں گے کہیں گے کہ انصاف دو بلوچوں کو۔مَیں گیا کراچی اپنے گھر کے لیے ایک ڈنر سیٹ لینے کے لیے گیا مارکیٹ میں۔مَیں نے اُن سے پوچھا کہ یہ کہاں بنتے ہیں؟ کہتے ہیں یہ تو لاہور میں سی پیک کے پیسے سے بن رہے ہیں یہ کارخانہ۔یہ حد ہوگئی ہے۔ میرے سی پیک بلوچستان کے لیے نہیں ہے، یہ ریکوڈک بلوچوں کے لیے نہیں ہے، سینڈک بلوچوں کے لیے نہیں ہے۔کالج جہاں سے ہم امید رکھتے تھے کہ ہم اسلام آباد میں جا کے علم حاصل کریں گے۔ایک ایک کر کے لوگوں کو وہاں سے مار رہے ہیں۔ پورے بلوچستان میں اگر یہ کہا جاتا ہے کہ روڈز بند ہیں۔مَیں نے ایک افطاری اپنی آنکھوں سے دیکھا جہاں سی ایم صاحب بیٹھے ہوئے تھے افطاری میں، دوسری جانب روڈ پر وہ ماں جس کی آنسوؤں سے ایک گلاس پانی اور ایک دانہ پکوڑا اسے وہ گزارا ہے، اِس قوم کو آپ شکست نہیں دیں گے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی۔

میر اسداللہ بلوچ: اِس قوم کو آپ شکست نہیں دے سکیں گے۔ جہاں تک میرے فنڈز کا تعلق ہے سی ایم صاحب اگر یہاں ہوتے شاید وہ آ کے میری باتوں کا جواب دے دیں۔مَیں نے کہا کہ 2023ء اور 2024ء میں سات ارب روپے کی پنجگور کی اسکیم تھیں۔تو کہا کہ یہ تو ریوڑی تو نہیں ہیں اِس کو قدوس نے تقسیم کئے ہیں۔میڈم اسپیکر! 40 ارب روپے ڈیرہ بگٹی میں گئے ہیں یہ پکوڑے ہیں ریوڑی ہیں کیا ہیں جو کہ آپ لے کے گئے ہیں۔ یہ کیا ہیں؟ انصاف کے تقاضے پورے کیے جائیں بہتر یہی ہوگا۔ایک معزز رکن نے جو PB-30 سے اُس کا تعلق ہے۔ وہ میرے لیے قابل احترام ہے۔ایک روڈ کی اِس نے وضاحت کی۔سلیم صاحب اگر بیٹھے ہوئے ہیں اِدھر، منسٹر سی اینڈ ڈبلیو، تین روڈز میرے ہیں وہ لے لیں جو میں نے بنائے ہیں۔پچھلے ادوار میں تین روڈز اُن کی لے لیں اور اینٹی کرپشن کو بھیج دیں، سی ایم آئی ٹی کو بھیج دیں پھر رپورٹ یہاں آ کر پیش کریں۔یہی میں کہہ سکتا ہوں۔مَیں زیادہ اِس لیے چیزوں کو ٹچ نہیں کرتا ہوں personal اگر وہ نہ کہتے مَیں یہ جواب ہی نہیں دیتا۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: اسد صاحب! ابھی kindly آپ تھوڑا سا windup کر دیں تو ہم نے آگے بڑھنا ہے۔

میر اسداللہ بلوچ: تو میرے کہنے کا مراد جیسا کہ ڈاکٹر صاحب نے بتایا، ڈاکٹر الیاس صاحب کل افطاری میں میرے ساتھ تھا۔نہایت نفیس، انتہائی قابل ڈاکٹر، Three MPO کے تحت اُسکو بند کر دیئے۔رات کے دو بجے اس کے بچوں کے سامنے اُس کی بے حُرمتی کی گئی۔گھر کی بے حرمتی، چادر اور چار دیواری کی ویسے وہ ڈاکٹر ہے 19-20 گریڈ کا

آفیسر ہے۔ اخلاق کے ساتھ، انسانیت کے ساتھ اُس کو بلاتے اُس کو سُنتے اُسکا جو جرم تھا اُس کو بتادیتے کہ آپ کے اوپر یہ چارجز ہیں۔ یہ کہاں کا انصاف ہے؟ کل مُجھے اُٹھالیں، پرسوں عبدالرحمٰن کو اُٹھالیں، ترسوں تیسرے کو اٹھالیں، یہ کونسا طریقہ ہے؟ یہ سلسلہ بند ہونا چاہیے۔ اور یہاں مَیں نے ہمیشہ یہ سنا ہے کہ ملکوں میں، صوبوں میں، ریاست میں کبھی کبھی گورنر راج لگتا ہے یہ مَیں نے سُنا ہے آئین میں بھی ہے۔ کورکمانڈر راج مَیں نے نہیں سُنا ہے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: اسد صاحب! kindly آپ تھوڑا سا windp کردیں تو ہم نے آگے بڑھنا ہے کافی قراردادیں ہیں ــــــ

میر اسد اللہ بلوچ: اِس وقت بلوچستان میں حقیقتاً کورکمانڈر راج ہے۔ اس کے علاوہ کچھ نہیں ہے۔ اِنہی الفاظ کے ساتھ مَیں بیٹھ رہا ہوں اِسی امید کے ساتھ کہ ہمارے لوگ جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں وہ اپنی وقار کیساتھ چیزوں کو لے کر آگے بڑھیں گے اور فیصلہ یہاں کریں گے۔ thank you

میڈم قائم مقام اسپیکر: thank you جی۔ جناب ہدایت الرحمٰن صاحب کی پرچی آئی ہوئی تھی۔ ہدایت الرحمٰن صاحب آپ کی طرف سے پرچی آئی ہوئی ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): وہ آخر میں کریں گے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: چلیں جی۔ جی کھیتران صاحب۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: شکریہ میڈم اسپیکر! میر اسد نے بڑی اچھی باتیں کیں جس میں سے مجھے سب سے بہترین جو پسند آئی ہے اُس نے ایک لفظ استعمال کیا ہے کہ جیو اور جینے دو۔ اُس نے کہا کہ جیو اور جینے دو، مَیں اُس کو appreciative کرتا ہوں کہ جیو اور جینے دو۔ اِس سے پہلے کہ مَیں باقی چیزوں پر آؤں مَیں ایک self-explanation میں جاؤں گا۔ پرسوں رات حامد میر صاحب نے ایک پروگرام کیا اور اُس میں میرا نام لے کر اُس نے بات کی ہے کہ وہاں کے پارلیمینٹرین یہ کہتے ہیں، میرا اسمبلی کے فلور پر ریکارڈ موجود ہے۔ مَیں نے اسمبلی کے فلور پر کہا۔ مَیں نے کہا کہ آپ اپنے، مولانا صاحب نے تقریر کی تھی FC کو ٹارگٹ کر رہا تھا۔ تو مَیں نے مولانا صاحب کو یہ گزارش کی تھی کہ اوّل تو یہ چیزیں نہیں ہیں۔ اگر ہیں پھر کوسٹ گارڈ ہے یا فشریز ہے یا وہ کیا ہے مختلف، اگر وہ کرتے ہیں، تو اگر FC نے کیا تو کون سی قیامت آ گئی۔ مَیں نے اُس way میں کہا۔ حامد میر صاحب کو میرے ساتھ بہت پیار ہے۔ جب بھی اُس کو موقع ملتا ہے وہ کوئی موقع ضائع نہیں کرتا ہے مجھے اپنے پروگرام میں۔ کیونکہ وہ ایک سپر صحافی ہے۔ اور بے داغ اُس کا کوئی اُس پر معمولی دھبہ بھی نہیں ہے۔ مَیں اُسکی عظمت کو سلام کرتا ہوں۔ وہ کوئی موقع گنواتا نہیں ہے۔ تو مَیں یہ وضاحت کرنا چاہتا تھا کہ میں نے ایک جنرل بات کی ہے۔ میں نے کسی کا نہیں کہا ہے۔ اور جب کہنے کی باری آئی تو

پھر سب کچھ میں بتاؤں گا کہ خورشید شاہ اُس وقت وفاقی وزیر حج تھا۔ مَیں بھی وہاں حج میں تھا اور حامد میر صاحب بھی وہاں حج میں تھے۔ تو کیا تھا کیا نہیں تھا یہ باتیں مَیں فی الحال بات نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ مَیں آتا ہوں بلوچستان کے topic پر۔ میرا اسد بیٹھا ہے۔ پہلے تو مَیں یہی گزارش کروں گا اُن سے کہ وہ اُنہوں نے کہا کہ جی یہاں ریاست مار رہی ہے۔ ریاست بلوچوں کا قتلِ عام کر رہی ہے۔ کتنوں کو مارو گے، جیسے نعرہ ہے پیپلز پارٹی کا، ہر گھر سے بھٹو نکلے گا، تم کب تک اُس کو۔ اِسی قسم کا نعرہ ہے۔ کہ تم کتنا بھٹو مارو گے۔ تو مَیں یہی کہتا ہوں۔ مَیں یہی عرض کرتا ہوں سب کی خدمت میں۔ کہ تم کتنے پنجابی مارو گے، جو ایک پنجابی آپ کے علاقے سے سفر کر رہا ہے۔ یہاں آپ کے ساحل اور وسائل پر تو اُس نے کبھی بھی دعویٰ نہیں کیا ہے۔ ایران سے آ رہا ہے اور آپ اُس کو ٹرین سے اُتار کے شہید کر دیتے ہیں۔ ایک مزدور ہے یہاں، ایک نائی ہے، ایک دھوبی ہے، ایک راج ہے، ایک دیہاڑی کا مزدور ہے۔ وہ تو اپنے بچوں کا پیٹ پال رہا ہے۔ اگر وہ بلوچستان میں مزدوری کر کے بائی روڈ بس میں جا رہے ہیں۔ اور بارکھان، یا موسیٰ خیل کی حدود میں اُس کو بیدردی سے شہید کر دیا جاتا ہے۔ یہ کون سی تہذیب ہے۔ یہ کون سی بلوچیت ہے۔ یہ کون سا اسلام ہے، یہ کون سی انسانیت ہے۔ مَیں اس ایوان پر چھوڑتا ہوں کہ مجھ مَیں ایک اتنا پڑھا لکھا نہ ہوں میری راہنمائی کریں تاکہ اگر یہ بہت ہی اچھا اسلام اس کی اجازت دیتا ہے؟ بلوچیت اجازت دیتی ہے کوئی اور مذہب یا کوئی ethics میں اس کی اجازت دیتا ہے؟ تو میں بھی اس راہ پر چل پڑوں گا۔ آج یہ کہتے ہیں کہ ریاست بندوق کے زور پر۔ مَیں ایک سوال کرتا ہوں اِس ایوان سے اس میں بیٹھے ہوئے اپنے دوستوں سے کہ آج جو BLA یا جو بھی یہ کہہ رہے ہیں کہ جی ہمیں آزادی چاہئے۔ پتہ نہیں اِن کو کونسی آزادی چاہئے، ہمیں تو نہیں چاہئے۔ کیا وہ کوئٹہ سے لے کر خضدار تک، وڈھ تک، کوراڑو تک، اور ناچ تک، کوئٹہ سے لیکر مچھ تک، بولان تک، سبی، کون سی مٹھائی کس کی نرالا سویٹس کی یا یہاں جو ہماری مٹھائی کی بڑی مشہور دو چار دکانیں ہیں اُسکی روڈ پر کھڑے ہیں، شناختی کارڈ چیک کر رہے ہیں، کوالٹی سویٹس کی مٹھائی ہیں اُن کے پاس، بندوق نہیں ہے اُن کے پاس، وہ مٹھائی دے کے تبلیغ کر کے کہ جی ہم محکومی کی زندگی گزار رہے ہیں، غلامی کی زندگی گزار رہے ہیں، آئیں آپ ہمارے ساتھ مل جائیں۔ تو مجھے یہ kindly یہ بتا دیں کہ اُن کے ہاتھ میں اگر کوالٹی سویٹس کی مٹھائی کا لڈو ہے تو پہلا شخص میں جا کے اُن کے ہاتھ پر بیعت کروں گا۔ وگرنہ جب آپ بندوق لے کر کھڑے ہوتے ہیں اور بندوق کے زور پر آپ نے راستے بنا دیئے ہیں۔ چور اُچکے کس کس جگہ پر نہیں ہیں۔ ڈاکو کس جگہ پر نہیں ہیں۔ car-snatcher کس جگہ پر نہیں ہیں۔ اب فرق صرف اِتنا پڑا ہے کہ اُن کو راستہ دے دیا ہے آپ نے۔ آپ نے بندوق اُٹھالی اور اُن کو راستہ دے دیا کہ وہ بندوق اٹھا کے BLA کا جھنڈا پیٹھ پر رکھ کے گاڑیاں بھی snatch کر رہے ہیں۔ عزت دار لوگوں کے ہتھیار بھی لے جا رہے ہیں۔ law enforcement agencies جتنی بھی ہیں اُن کے تھانے بھی توڑیں گے۔ اُن کے

ہتھیار بھی لے جائیں گے۔اُن کی گاڑیا بھی لے جائیں گے۔اُن کے موبائل بھی لے جائیں گے۔ یہ کل کا واقعہ ہے اِس پر منگچر کے ساتھ پیٹرولنگ کررہے ہیں آپ کی زندہ گی کی حفاظت کیلئے اس بلوچستان کے عوام کی حفاظت کے لئے۔اور وہ مقامی لوگ آپ نے اُنکی کلاشنکوفیں بھی چھین لیں آپ نے اُن کے پسٹل بھی چھین لئے ہیں، آپ نے اُن کے موبائل چھین لی ہیں۔اور اُن کی جیبیں خالی کئے ہیں۔تو یہ کون سی تہذیب ہے؟ بارکھان میں مَیں ترقی دے رہا ہوں، مَیں علی الاعلان کہتا ہوں کہ پہلے بھی میں نے کہا آج بھی کہتا ہوں، کہ جب تک مَیں زندہ ہوں مَیں بارکھان کی ترقی کیلئے دن رات محنت کروں گا۔میرے روڈز پر کام ہور ہا تھا میرے پاس اُن کی ریکارڈنگ ہے، افغانستان سے اُس کو فون کررہا ہے یہاں جو اُن کا مقامی ہے کہ جاؤ اور اُس کی مشینری جلا دو۔آئے ایک ٹریکٹر جلا کے چلے گئے۔آگے سے conversation ہورہی ہے کہ روڈ کا کام بند ہوا یا نہیں ہوا؟ روڈ کا کام تو مَیں آپ سے کہہ رہا ہوں کہ نہیں بند ہوگا ناں آپ آئیں ناں۔سامنے سامنے لڑیں ناں۔مجھے آپ threats بھیج رہے ہیں کہ یہ سفر کرتا ہے، اپنے گھر سے نکلتا ہے اسمبلی تک جاتا ہے ہم بھی اِس کو ٹارگٹ کریں گے۔مَیں نے کب لوہے کا کمرہ اپنے اوپر سجایا ہوا ہے۔یا مَیں کب بُرقعہ پہنا ہوا ہوں۔یہ مَیں کھڑا ہوں، اسمبلی میں بھی کھڑا ہوں۔ movie کررہا ہوں، دفتر میں جاتا ہوں۔آپ بات کرتے ہیں مذاکرات کی۔مَیں ذمہ داری سے کہتا ہوں اِس فلور آف دی ہاؤس میں کہہ رہا ہوں کہ آئیں، الگ کریں آپ اپنے جو آپ نے دوغلاپن دکھایا ہوا ہے ناں اِس کو الگ کریں۔آپ آئیں مذاکرات کس کے ساتھ ریاست کے ساتھ، آپ خود میر اسد کہتا ہے کہ ریاست ماں کا درجہ رکھتی ہے۔مجھے اپنی ماں کے ساتھ بات کرتے ہوئے تو کوئی ہچکچاہٹ نہیں ہونی چاہئے۔یہ دھرتی ہماری ہے یہ صرف پنجابی کی نہیں ہے، سندھی کی نہیں ہے۔سرائیکی کی نہیں ہے بلوچ کی نہیں ہے پٹھان کی نہیں ہے ہزارے کی نہیں ہے یہ ہم سب کی دھرتی ہے آئیں اس دھرتی کے لئے open ہے آئیں مذاکرات کریں آپ پہاڑ پر بیٹھ کے مجھے قتل کی دھمکی دیتے ہیں، مزدوروں کا قتلِ عام کرتے ہیں، آپ مسافروں کا قتلِ عام کرتے ہیں اور بات کرتے ہیں کہ جی ہم حقوق کی بات کریں۔کون سے حقوق ہیں؟ پنجاب کی ماؤں نے بچے پیدا کرنا چھوڑ دیئے کیا؟ جیسے کہ میر اسد نے کہا کہ " کتنے مارو گے اور ہوں گے اور ہوں گے" تو کیا پنجاب کی ماؤں نے بچے پیدا کرنا چھوڑ دیے ہیں؟ اِتنی آبادی ہے کہ وہ آئیں گے، یہاں مزدوری بھی کریں گے، آپ کے بال بھی بنائیں گے، آپ کی نالیوں کی صفائی بھی کریں گے۔مارو، کتنے مارو گے؟ اگر اِن پنجابیوں کے مارنے سے بلوچستان آزاد ہوتا ہے تو پھر بسم اللہ کریں ناں چلتے ہیں، میں بھی آپ کے ساتھ ہو جاتا ہوں پنجاب میں قتلِ عام کرتے ہیں۔خدارا! یہ جو نوجوان نسل ہے ہماری، آپ اس کو کہاں لے جارہے ہیں؟ آپ اسکول اُڑا دیتے ہیں۔میرے علاقے کے آپ نے اسکول اُڑائے، ہائی اسکول۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی سردار صاحب۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: پلیز مجھے دو منٹ دے دیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی سردار صاحب! آگے بھی ہم نے جانا ہے کیونکہ اور بھی chits آئیں گی۔ باقی لوگوں نے بھی بات کرنی ہے۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: پلیز مجھے دو منٹ دے دیں۔ میں یہ عرض کرتا ہوں کہ آپ نے میرے علاقے کے اسکول اُڑائے، میرے ہسپتال اُڑائے۔ جب ووٹنگ ہوتی ہے، میری قوم پر آپ نے راکٹ پھینکے، کیا آپ اس طاقت سے مجھے دبا سکتے ہیں؟ میری قوم کو دبا سکتے ہیں؟ میرے بھائی! آپ غلط کر رہے ہیں۔ نوجوانوں کو غلط راہ پر ڈال رہے ہیں۔ آپ دن رات جھولی پھیلا کے جھوٹ کے آگے پھرتے ہیں کہ آؤ اسکول آباد کرو، آپ کو کس نے روکا ہے کہ آپ نہیں پڑھیں؟ آپ کالج آباد کریں۔ آپ جائیں مقابلے کے امتحانوں میں بیٹھیں آپ کو کس نے روکا ہے؟ تو ناں کریں خدارا! اِس بلوچستان پر ترس کھائیں۔ بندوق کے زور پہ آپ کبھی بھی آزادی نہیں لے سکتے۔ مجھے مارو گے، میری جگہ کوئی اور آئے گا۔ آپ کو ماریں گے، آپ کی جگہ کوئی اور آئے گا۔ آپ کسی کو اس دھرتی سے ختم نہیں کر سکتے، کسی قبیلے کو یا قوم کو نہیں مٹا سکتے۔ آئیں! پیار اور محبت سے، جیو اور جینے دو۔ جیسے کہ میرا اسد نے کہا۔ پاکستان کو جینے دو! آپ بھی جیو اپنے بچوں کو تعلیم دو۔ اُن کو یہ جو غلط راہ پر آپ نے ڈال دیا ہے، یہ جو بھتہ خوری کر کے آپ، آپ ایک کلاشنکوف کا تین لاکھ روپے کا، کون، مجھے ایک آپ سرمچار بتائیں جس کی یہاں سیمنٹ فیکٹری چل رہی ہو یا کاٹن فیکٹری چل رہی ہو کہ وہ پیسے خرچ کر کے راکٹ لانچر لے کے، ہیوی مشین گن لے کے لوگوں پر برسائیں۔ بہت بہت شکریہ۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: Thank you so much سردار صاحب آپ کا پوائنٹ آ گیا۔ جی زمرک خان اچکزئی صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ! میں کوشش کروں گا کہ بہت مختصر کروں۔ کیونکہ time بھی کم ہے۔ میں ایک self-explanataion یہ Rule No.77 کے تحت کوئی بات کروں گا۔ تھوڑی سی دو چیزیں، دو منٹ۔ ہمارے ایک معزز رکن اسمبلی نے 12 تاریخ کو یہاں اسمبلی میں کچھ الزامات لگائے ہیں ہمارے MPAs پر سیاستدانوں پر۔ وہ کتاب بھی میرے سامنے پڑی ہوئی ہے کہ جی ایک گاڑی سے دس گاڑیاں ہو گئیں۔ میں اپنی بات کروں گا، باقی میرے بھائی بہن بیٹھے ہوئے ہیں، وہ اپنی بات کرنا چاہتے ہیں تو کر لیں۔ میں صرف فلور پر اس رول کے تحت ان سے یہ کہتا ہوں کہ اس سے ہمارا استحقاق مجروح ہوا ہے۔ میں اُن سے یہ کہتا ہوں کہ ان باتوں پر ان کو معذرت چاہیے۔ فرح عظیم شاہ نے یہ باتیں کی ہیں، ٹھیک ہے۔ اگر وہ اس پر معذرت نہیں کرتی ہیں تو میں پھر کمیٹی کے پاس جاؤں گا اور ثبوت کے ساتھ یہ چیزیں اُن کو پیش کرنی ہوگی کہ کرپشن کتنی ہوئی ہے، کس نے کی ہے؟ اُن لوگوں کا اُن MPAs کا

یا سیاستدانوں کا نام لینا ہوگا اور اُن کے خلاف انہوں نے ثبوت دینے ہیں۔کم از کم میں اپنی بات کروں گا اور اُن سے یہ کہوں گا کہ تھوڑی سی جو یہاں باتیں ہوتی ہیں، کچھ عجیب سا سسٹم بلوچستان میں ابھی چل رہا ہے۔ PSDP کو ہڑپ کرنے کا ایک منصوبہ بنایا جارہا ہے۔ہمارے کچھ بھائی بیٹھے ہوئے ہیں، میں نام تو نہیں لوں گا، شاید کچھ لوگوں کے کہنے کی زبان یہاں ہمیں بولنے کی،ٹھیک ہے، ہم آئے ہوئے ہیں۔کوئی 47 کا ہے،کوئی 48 کا ہوگا،کوئی 45 کا ہوگا۔ہم اپنی بات، اپنی explanation خود اچھی طریقے سے کر سکتے ہیں۔میں اپنی بات کرتا ہوں۔بلوچستان پر سب کی نظریں لگی ہوئی ہیں۔یہ بہن سے پوچھتے ہیں، پوچھتا ہوں کیا آپ سندھ کو لے لیں، ذرا پنجاب کو لے لیں، ذرا پختونخواہ کو لے لیں جو کرپشن پاکستان میں ہورہی ہے، پورے پاکستان میں ہورہی ہے۔میں نہیں کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں یا بلوچستان میں کرپشن نہیں ہورہی ہے۔جب کرپشن ہوتی ہے تو وہ کس طریقے سے ہوتی ہے؟ آپ پنجاب کو لے لیں، اُدھر تو ساڑھے تین سو ممبرز بیٹھے ہوئے ہیں، پتہ ہی نہیں چلتا کہ کہاں سے ہوتا ہے۔آپ سندھ کو لے لیں میں نہیں، سارے میرے بھائی ہیں، میں کسی پارٹی پر الزام نہیں لگاتا ہوں as a whole اگر آپ کہتے ہیں تو ادھر لے لو۔بلوچستان پر سب کی نظریں ہیں۔اس کا سونا یہ لُوٹ رہے ہیں، جس کے sea کو اُنہوں نے قبضہ کیا ہوا ہے، جس کی گیس 1952ء سے وہ لُوٹ رہے ہیں، ابھی اسے لُوٹنے کا ایک اور طریقہ بنا رہے ہیں کہ PSDP کو کس طرح لُوٹ لیا جائے۔جو بھی لُوٹتے ہیں، میں اس کی مخالفت کرتا ہوں، نہیں چھوڑوں گا اِس طرح۔یہ اسمبلی ہماری ہے، اگر ہم چور ہیں تو چوروں کو بے نقاب کرلو، سامنے لے آؤ کہ کون چور ہیں زمرک، جو چور کی سزا، وہ میری سزا۔میں اپنی ہر سزا کے لیے تیار ہوں۔لیکن اس طرح کی باتیں کسی پر الزام لگانا، پوری اسمبلی پر، یہ افسوس کی بات ہے۔اور کیا ثبوت ہے وہ ثبوت پیش کریں گے۔پھر ہم بھی بیٹھیں گے کہ اگر نہیں ہوا تو یہ کیسا طریقہ ہے؟ میں تو اس جواب کے لیے، اِس explanation کے لیے تیار ہوں۔اُن کو بھی تیار ہونا چاہیے۔تو میڈم اسپیکر! یہ جو کرپشن کی باتیں پاکستان میں ہوتی ہیں، وہ تو کربوں کی ہوتی ہیں۔ہماری تو سو ارب کی PSDP خرچ ہوتی ہے۔ہماری ڈویلپمنٹ کا اس سال آپ اُن سے ذرا P&D سے لے آئیں، ایک نان ڈویلپمنٹ ہوتی ہے، ایک ڈویلپمنٹ ہوتی ہے۔میں تو کہتا ہوں کہ ہمارا جو 600 ارب PSDP ہے، وہاں پہ ایک bridge ہے جو 600 ارب کا بنتا ہے دوسرے صوبوں میں ادھر کسی نے نظر نہ دوڑائی ہے؟ میں ان اداروں سے کہتا ہوں، ان ڈیپارٹمنٹس سے کہتا ہوں کہ ذرا ہٹ جائیں بلوچستان سے تھوڑا اُدھر سے پاکستان کے اندر بھی گھس جائیں۔اُدھر بھی دیکھ لیں کہ کیا ہورہا ہے؟ ہم لوگ 65 ممبرز ہیں ان کو کیا ملا ہے اُدھر بھی جیسے کہ اسد صاحب نے کہا۔اُدھر بھی انصاف کے تقاضے پورے نہیں ہوئے ہیں۔کسی کو 10 ارب ملے ہیں، کسی کو 15 ارب ملے ہیں، کسی کو 8 ارب ملے ہیں تو ابھی ہمارے منہ نہ کھلوائیں۔اگر کھولیں گے تو یہ PSDP اس طرح پاس نہیں ہوگی اس دفعہ ہم کوئی جو لے بیچنے کے لیے

بیٹھے ہوئے ہیں، ہم یہاں کوئی پکوڑے بیچنے کے لیے بیٹھے ہوئے ہیں۔ ہم سب اس کی عزت کرتے ہیں، چاہے ہم ٹریژری بینچز کا حصہ ہوتے ہوئے بھی اگر اِس میں ظلم ہوگا، جو کسی کے ساتھ ناانصافی ہوگی۔ نہیں ہونی چاہیے۔ کسی ممبر کو ایک روپیہ نہیں ملتا، اور کسی کو 50 ارب ملتے ہیں۔ یہ کون سا انصاف ہے؟ اِس پر ذرا غور کرلیں۔ اِس پر ذرا آپ آ کے بیٹھیں۔ پی اینڈ ڈی کیا کر رہی ہے؟ میں نے آج ایک motion صرف سی ایم صاحب کی اجازت سے اس کو میں نے روکا ہے۔ اس پر پی اینڈ ڈی کو بند کر دوں گا۔ میں آج دعویٰ سے کہتا ہوں۔ میرے ساتھ ظلم ہو رہا ہے۔ کدھر جا رہے ہیں؟ پیسے ویسے ہم نکالتے ہیں، ہماری PSDP کو کہیں اور shift کر دیتے ہیں۔ کوئی منسٹر بیٹھا ہے منسٹر اپنے لیے ہوگا میرے لیے نہیں ہے۔ منسٹر ہے تو پورا انصاف کریں اس اسمبلی میں۔ سب کا خیال رکھنا ہوگا، سب ممبرز کا، چاہے وہ اپوزیشن ہے، یا چاہے ٹریژری۔ آج منسٹر مذاق کرتا ہے دل چاہے وہ کرتا ہے، اے سی ایس کا جو دل چاہے وہی کرتا ہے۔ کوئی پانچ پانچ ارب، اگر میں نے، مَیں ثبوت کے ساتھ پھر آؤں گا۔ آج میں صرف اس لیے اپنی وہ باتیں لے رہا ہوں کہ میں اپنے حق کے لیے لڑوں گا۔ اور وہ حاصل بھی کروں گا۔ اور حاصل کرنے کا طریقہ بھی عوامی نیشنل پارٹی کو اس اسمبلی میں سیاست میں آتا ہے۔ یہ میں بات کرتا ہوں۔ اور اس میں سارے اپوزیشن، سارے میرے بھائی ہیں سب سے بات کروں گا۔ شاید کسی کو پتہ نہیں ہوگا۔ تو آخر میں مَیں صرف اتنا کہتا ہوں کہ میڈم کو یہ explanation دینی ہوگی، معذرت کے ساتھ۔ اگر نہیں تو next میں اپنی پوری تفصیل کے ساتھ استحقاق کمیٹی کے پاس جاؤں گا، اُدھر بلائیں گے۔ اگر اِنہوں نے ثابت کیا تو جو چور کی سزا، وہ ہماری سزا۔ اگر اُنہوں نے ثابت نہیں کیا تو اسکی جو سزا privilege committee کرے گی۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی اچکزئی صاحب windup کریں۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: اور دوسرا آخر میں مَیں میڈم اسپیکر! ایک بات کرتا ہوں۔ میرے قلعہ عبداللہ کا ڈی سی اور اسسٹنٹ ہے، وہ 17 تاریخ کو اُٹھایا گیا ہے، اور آج 20 تاریخ ہے، FIR بھی ہوئی ہے اور اُس کا آج تک کسی نے نوٹس نہیں لیا ہے۔ وہ شریف بندہ ہے، وہاں ڈی سی آفس سے نکالا ہے، جو غائب ہوا ہے اور میزئی اڈے سے پھر آیا اُسکا first trace جو اُنکو کیا گیا ہے نواں کلی اور سیکنڈ پر اُنکو کیا ہوا ہے سریاب روڈ پر۔ اُس کے بعد ٹیلیفون بند۔ اور آج تک غائب ہے۔ مَیں یہ request کرتا ہوں میڈم اسپیکر صاحبہ! کہ یہ کیس لیویز لے کے وہ پولیس کا ایک ڈیپارٹمنٹ ہے SOIW ہے، اُس کے حوالے کر دیں یہ تحقیقات اور اُس پر کارروائی کر لیں۔ آپ پولیس کے آئی جی صاحب کو، جتنے ہمارے ادارے ہیں اُن سے کہہ دیں کہ اس پر تھوڑا کام تیزی سے کریں تا کہ وہ باعزت بازیاب ہو۔ اور میڈم سے یہ ریکویئسٹ ہے کہ وہ اپنی بات کریں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ۔ جی علی مدد جتک صاحب! kindly مختصر کرتے جائیں۔

جناب علی مدد جتک: thank you میڈم اسپیکر۔ میڈم اسپیکر! آپ کو یاد ہوگا کہ ایک ہفتہ پہلے بھی میں نے اپنے حلقہ پی بی45، پی بی46، پی بی 44، جو کہ سریاب سے تعلق رکھتے ہیں۔ پی بی 46 کا نمائندہ بیٹھا ہوا ہے کہ جب سے رمضان شریف شروع ہوا ہے۔ پچھلی اسمبلی کے اجلاس میں بھی میں نے آپ کو عرض کیا کہ چیف کیسکو اور جی ایم سوئی گیس کو بُلا کے یہاں تنبیہہ کریں۔ افطاری کے ٹائم نہ بجلی ہے اور نہ گیس ہے۔ نہ سحری کے ٹائم۔ اور وہاں کے لوگ جو ہمیں اسمبلی میں بھیجا ہے، اپنی آواز اُٹھانے کیلئے۔ ہم نے دو دفعہ آواز اُٹھائی ہے مگر گیس کے بل آجاتے ہیں تو ساٹھ سے ستر ہزار ایسے غریب کے گھر پرآجاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ اُنہوں نے 500 روپے کی بھی گیس استعمال نہیں کی ہے۔ مگر گیس نہیں ہے۔ بجلی آجاتی ہے کوئی 25 سے 30 ہزار روپے اور بجلی کے بل بھی لیتے ہیں۔ مگر بجلی کی لوڈ شیڈنگ ہے رمضان شریف میں۔ مگر آپ افطاری کے ٹائم پر آجائیں سریاب میں۔ آپ کو بجلی نہیں ملے گی۔ آپ سحری کے ٹائم پر آجائیں سریاب میں آپ کو نہ بجلی ملے گی نہ گیس ملے گی۔ تو لوگ آتے ہیں ہمارے پاس۔ نوجوان آتے ہیں ہمارے پاس کہ ہم کوئٹہ شہر میں رہتے ہیں۔ ہم پنجگور کی بات نہیں کرتے ہیں ہم تربت کی بات نہیں کرتے، ہم باقی علاقوں کی بات نہیں کرتے ہیں کہ وہاں پر پتہ نہیں گیس ہے یا نہیں ہے، وہاں بجلی ہے نہیں ہے، یہ تو کوئٹہ شہر ہے۔ لوگ بل دیتے ہیں مگر اُس کے باوجود بھی سحری کے ٹائم بھی گیس نہیں ہے۔ سحری کے ٹائم بھی بجلی نہیں ہے۔ اور افطاری کے ٹائم بھی بجلی نہیں ہے۔ پتہ نہیں ہمارے حلقے کے ساتھ اور کوئٹہ کے جتنے بھی ہمارے 9 ممبرز آف اسمبلی ہیں۔ میرے خیال میں اُن کے ساتھ بھی یہی حشر ہے۔ کوئٹہ کے آپ کے حلقے میں بھی نہیں ہوگی۔ آپ کے حلقے میں بھی نہیں ہوگی۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: بالکل علی مدد جتک۔

جناب علی مدد جتک: کوئٹہ پورا بلوچستان کی گیس میڈم اسپیکر۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: بالکل یہ آپ کا genuine مسئلہ ہے۔

جناب علی مدد جتک: میڈم اسپیکر! پورے بلوچستان کی گیس کو اگر فری کیا جائے میں سمجھتا ہوں کہ ملتان کی ایک سٹی کے برابر نہیں ہے۔ یہ کونسا ظلم ہے کہ گیس ہماری ہے اور ہمارے لوگوں کو گیس میسر نہیں ہے۔ گیس سوئی سے نکلتی ہے۔ سوئی کے لوگوں کی گیس نہیں ہے۔ پھر ہم بولتے ہیں کہ گوادر ماتھے کا جھومر ہے۔ گوادر کے لوگوں کو پانی نہیں مل رہا ہے۔ یہ کہاں کی انصاف ہے؟ سریاب کوئٹہ شہر ہے میڈم اسپیکر! جب کوئٹہ شہر میں گیس اور بجلی نہیں ہوگی۔ ہماری مائیں، بہنیں افطاری کا جب تیاری کرتے ہیں تو کچھ بھی نہیں ہے۔ اَب سحری میں گیس نہیں ہے، بجلی نہیں ہے۔ تو لوگ جائیں تو کہاں جائیں۔ آپ اِن کو بُلا کے تنبیہہ کریں یا ہم سریاب سے جو ہم نمائندے ہیں۔ ہزار دو ہزار لوگ جا کے ہم کیسکو کے چیف کے دفتر

کے سامنے احتجاج کریں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: بالکل علی مدد صاحب! آپ کا پوائنٹ آ گیا۔اور genuine مسئلہ ہے۔اس چیز پر بات بھی ہو چکی ہے۔لیکن کیسکو والوں کی availability نہیں۔رمضان کے بعد انشاء اللہ تعالیٰ اِس چیز کو بالکل اِس کو لیا جائے گا۔اور اسمبلی کے فلور پر۔۔۔

جناب علی مدد جتک: اللہ کرے رمضان کے بعد ان کا بیڑہ غرق ہو گا۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی۔thank you۔جی شاہدہ صاحبہ۔

محترمہ شاہدہ رؤف: بہت شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔مَیں صرف یہ confirm کرنا چاہ رہی تھی اِس ہاؤس میں بیٹھ کے۔علی مدد جتک صاحب میری مدد کریں گے۔کیا ہم لوگ گورنمنٹ بنچز پر بیٹھے ہوئے ہیں یا وہ لوگ بیٹھے ہوئے ہیں۔ آج مجھے یہاں بیٹھ کے بڑی شدت سے احساس ہو رہی ہے کہ جتنے بھی گلے شکوے ہیں، وہ گورنمنٹ نے دیئے، جو میرا حق تھا یا جو میرا کام تھا وہ بھی میرے وہ بھائی وہاں بیٹھے کر رہے ہیں جو گورنمنٹ میں ہیں۔پھر آپ لوگ گورنمنٹ کے بنچز پر بیٹھے کیا کر رہے ہیں؟ خدا کا واسطہ ہے تھوڑی جرأت کا مظاہرہ کریں اور اِدھر آ جائیں۔اور اگر آپ سے بلوچستان نہیں سنبھل رہا، مسائل حل نہیں ہو رہے ہیں، اِدارے آپ کے کنٹرول میں نہیں ہیں۔تو خدا کا واسطہ ہے یہ کرُسی ہمیشہ تو نہیں رہنی ہے۔چِپک تو نہیں گئی ہے آپ کے ساتھ، استعفیٰ دے دیں اِدھر آ جائیں۔میرے ساتھ آ جائیں یا مجھے موقع دے دیں مَیں اُدھر آ جاتی ہوں آپ کا بلوچستان سنبھال لیتی ہوں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔جی فرح صاحبہ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: یونس زہری صاحب بات کر لیں میڈم اسپیکر۔

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): میڈم! بات کر لیں۔تھوڑا سا خیال رکھیں کہ میں اپوزیشن لیڈر ہوں۔مَیں تین چار مرتبہ اُٹھ رہا ہوں۔آپ مجھے موقع نہیں دے رہی ہیں۔دیکھیں! مَیں جب بھی اُٹھوں تو کم از کم آپ مجھے موقع دے دیں۔آپ کی نظر آمنے سامنے ہے آپ کی نظر شاید مجھ پر نہیں پڑ رہی ہے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: زہری صاحب! sorry کیونکہ جنہوں نے مجھے چِٹ بھجوائی تھی۔

قائد حزب اختلاف: آج میں نے ٹوپی پہنی ہوئی ہے شاید نظر نہیں آ رہا ہوں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: نہیں ایسی بات نہیں ہے بالکل آپ کا احترام ہے زہری صاحب۔ جی فرح صاحبہ۔ زہری صاحب! بات کر لیں اُس کے بعد پھر آپ۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی، جی پلیز۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی زہری صاحب۔چلیں فرح صاحبہ! آپ بات کرلیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: جی Thank you۔ اچھا! میڈم اسپیکر! سب سے پہلے تو بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ وَ کَفیٰ بِا اللّٰہِ وَلِیاً وَ کَفیٰ بِااللّٰہ نَصِیراً ۔میڈم اسپیکر!مَیں نے یہاں دیکھا کہ ہمارے محترم ڈاکٹر عبدالمالک نے جو اہم issue تھا اُسے اُٹھایا۔اور میں سمجھتی ہوں کہ اُسی issue کے sequence میں ہم سب کو بات کرنی چاہئے تھی۔ کیونکہ ہم سب یہاں چاہے وہ اپوزیشن بینچز ہیں یا ٹریژی بینچز کے لوگ ہیں۔ہم سب پاکستانی ہیں۔اور ہم سب بلوچستان کی بھلائی کی بات کرتے ہیں۔شاہدہ رؤف صاحبہ چلی گئی ہیں۔ یہ بڑی اچھی بات ہے کہ مسائل پر ہم سب ایک پیج پر ہیں۔ یہ تو بڑی خوبصورتی ہے ہماری اِس اسمبلی کی۔تو جو ڈاکٹر مالک نے جس issue کی طرف آپ کی جو attention کروائی۔ دیکھیں!وہ بہت بڑا اہم issue ہے۔ مجھ سے بہت سارے لوگوں نے کل رابطہ کیا۔اور جس طریقے سے سول ہسپتال میں یہ ہوا۔اور پھر وہ جو لاشیں تھیں اُنکو دفنایا گیا۔ہم محبِ الوطن پاکستانی ہیں میڈم اسپیکر!اور ہم نہیں چاہتے ہیں کہ ہمارے ملک کی بدنامی پوری دُنیا میں ہو۔آپ یقین مانیں اِس کی خبر مجھے انڈین چینل سے ملی۔ سوشل میڈیا پر میں دیکھتی ہوں کہ انڈیا کے ایک چینل پر جو چل رہا ہے کہ کوئٹہ کے سول ہسپتال میں اِس قسم کی لاشیں لائی گئی ہیں۔اور پھر سرکاری گاڑیوں میں اُنہیں لے جا کر دفنایا گیا ہے۔میڈم اسپیکر! ہم سب پاکستانی ہیں۔اور ہمارے دل میں اِس پاکستان کیلئے محبت ہے۔ہم کبھی نہیں چاہیں گے کہ ہمارا بلوچستان اِس طریقے سے جلے۔تو اِسی لئے ہم چاہتے ہیں جو بھی گورنمنٹ کی stance ہے اُسے سامنے آنا چاہیے۔چاہے جو بھی اس کے پیچھے کہانی ہے۔جو بھی ماجرا ہے، وہ لاشیں کیا تھیں وہ سامنے آنی چاہئیں۔اور پھر جس طریقے سے وہ خواتین، دیکھیں! اُن خواتین نے مجھ سے رابطہ کیا۔وہ خواتین جب وہاں ہسپتال گئیں اور وہاں جس طریقے سے ہنگامہ ہوا۔تو اَب میں سمجھتی ہوں کہ وزیر اعلیٰ صاحب یہاں موجود نہیں ہیں۔لیکن یہ بہت اہم issue ہے۔اور ہم سب جتنے لوگ یہاں بیٹھے ہیں ہم چاہتے ہیں پاکستان اور بلوچستان کی سالیمت۔میڈم اسپیکر! جس طریقے سے یہاں میرے معزز اراکین جو قریب بیٹھے ہوئے ہیں زمرک خان۔ دیکھیں! اُنہوں نے پہلے تو اپنی تقریر میں ہی خود ہی اِس بات کا ثبوت دے دیا، اور اُنہوں نے ناانصافی کا بھی ذکر کیا۔کہ کسی کو ایک ارب روپے پی ایس ڈی پی میں فنڈز ملتا ہے۔اور کسی کو ایک روپیہ بھی نہیں ملتا۔اور پھر دوسری بات یہ ہے کہ اگر ہم ثبوتوں میں پڑیں گے تو پھر بہت سارے معاملات یہاں کھلیں گے۔لیکن میں یہاں بھی ایک بات بڑے مؤدبانہ طریقے سے آپ سب کو کلیئر کردوں۔آپ سب اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر کہیں کہ کیا کرپشن نہیں ہے۔کیا کرپشن پاکستان کا یا بلوچستان کا مسئلہ نہیں ہے۔بالکل ہے۔تو سچ بولیں اور سچ میں ہی اور یہ بھی دیکھیں خدا نے کہا ہے کہ جھوٹے پر میری لعنت ہے۔تو جس مالک نے ہمیں تخلیق کیا ہے اُس نے جھوٹے پر لعنت بھیجی ہے میڈم اسپیکر! ہم ثبوتوں میں نہیں پڑیں گے۔لیکن۔۔۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: Ok, thank you فرح صاحبہ! میں نے آگے بھی continue کرنا ہے۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: میڈم اسپیکر! آخری بات۔ زمرک خان صاحب! آپ میرے لئے قابل احترام ہیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: فرح صاحبہ! kindly یہیں اس چیز کو آپ windup کر دیں۔

محترمہ فرح عظیم شاہ: میڈم اسپیکر! آخری بات، آخری بات۔ میڈم اسپیکر! آخری بات۔ اُس دن میں نے یہاں جو کچھ بھی کہا اپنی ملک کی، بلوچستان کی محبت میں کہا۔ اور میں نے کسی ایک شخص کے خلاف بات نہیں کی۔ میں نے کرپشن کے خلاف بات کی۔ اور میں یہ بات بار بار کروں گی۔ بہت شکریہ۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: Thank you فرح صاحبہ۔ جی زہری صاحب۔ معذرت سے میری آپ کی طرف بالکل نظر نہیں گئی

میر یونس عزیز زہری (قائد حزب اختلاف): نہیں نہیں مجھے وہ نہیں ہے کیونکہ ٹائم بھی کافی چلا گیا اور ایجنڈے پر بات کرلیں۔ ایجنڈے پر آجائیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی۔ kindly آپ اپنی بات کو continue کریں۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! میں پھر دومنٹ آپ سے لے لوں گا۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی، جی۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! ڈاکٹر صاحب، میر اسد صاحب اور سردار صاحب نے بھی باتیں کی ہیں۔ دیکھیں! دو، تین چیزیں ہم مکس کر رہے ہیں۔ اگر کوئی مجرم ہے تو ہم یہاں سے نکلتے ہی بہت بڑی بلڈنگ ہمیں سامنے نظر آ رہی ہے۔ جس میں ترازو کا فوٹو بنا ہوا ہے۔ تو اُس کو ہم نے کس لیے بنایا ہے تاکہ وہ انصاف کے تقاضے پورے کرے۔ اگر کوئی مجرم ہے تو اُس کو سزا دی جائے۔ باقی رہی بات سردار صاحب نے کہا کہ جی پنجاب کا قتل۔ میں آج بھی کہتا ہوں کہ کوئی بیگناہ پنجابی، کوئی بیگناہ بلوچ، کوئی بیگناہ پشتون یا کوئی بیگناہ ہماری فورسز کے بندے قتل ہوتے ہیں، ہم نے پہلے بھی اُس کی مذمت کی ہے اور اب بھی کروں گا۔ باقی یہ ہے کہ کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ ہمیں انصاف کے تقاضوں کو پورا کرنا چاہیے۔ ہمارے سامنے جو بلڈنگ ہے ہمیں اُس کو بھی دیکھنا چاہیے کہ اُس میں انصاف کے تقاضوں کے لیے ہم نے اتنی بڑی بلڈنگ بنائی ہے۔ ہم اربوں روپے اُس پر خرچ کر رہے ہیں۔ ہم نے اُس میں ججز رکھے ہیں۔ ہم نے انصاف کا ترازو بنایا۔ آنکھوں پر وہاں پٹی باندھی ہوئی ہے۔ تو اُسمیں بھی تھوڑا سا ہمیں یہاں نکلتے ہی روز ہمیں نظر آتا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ میڈم اسپیکر! یہ بہت ساری جگہوں پر میں نے یہ بات نوٹ کرلی سی ایم صاحب بھی نوٹ کرلیں گے کہ ہمیں جو پتہ چلا ہے کہ کچھ ٹھیکیدار کچھ competition کر کے کام اٹھاتے ہیں، خاص کر میں نیشنل ہائی وے کی بات کروں گا۔

اریگیشن کی بات کروں گا۔ وہ جو مٹی کے پیسے، earth-work کے پیسے یا کٹنگ کے پیسے ہیں اُن کو یہ لوگ وصول کرتے ہیں اُس کے بعد چند مشینری اپنی یہ لوگ show کرتے ہیں اور اُن کو جلاتے ہیں۔ جا کر اُن کے بھی پیسے لے لیتے ہیں اور یہاں سے کام بند کر کے وہ چلے جاتے ہیں۔ تو میری گزارش سی ایم صاحب سے یہی ہے کہ مہربانی کر کے اِنکی تحقیقات کر لیں۔ ابھی حال ہی میں ڈی بلوچ نے اپنا کام بند کر دیا ہے، کوئٹہ، کراچی روٹ پر، اپنی مشینری اٹھا کر چلا گیا اِس پر بھی مجھے شک وشبہات میرے ذہن میں ہیں جو میں نے اپنے طریقے سے پتہ کیا ہے۔ اور اِس کے علاوہ زہری میں ایک ڈیم ہے جو 2014ء میں شروع ہوا تھا میرے خیال میں ڈاکٹر عبدلمالک بلوچ صاحب کے دور میں شروع ہوا تھا۔ 2014ء کا وہ ڈیم آج تک مکمل نہیں ہوا ابھی اُس کی چند مشینری ٹھیکیدار نے جلا کر اُس کے بعد اُس نے کہا کہ جی مجھے تو کام کرنے نہیں دے رہے ہیں۔ میڈم اسپیکر! اِن چیزوں پر ذرا ہماری گورنمنٹ کو سوچنا چاہیے اِن پر تحقیقات اور پوچھ لیں یہ نہیں کہ جی بس وہ جلا دیا اور چلے گئے۔ اور اِس پر کوئی بات نہیں ہوتی۔ تو سی ایم صاحب آپ سے گزارش یہ ہے کہ ذرا اِس پر آپ توجہ دیدیں۔ اِس پر آپ اپنی ٹیم بنا دیں اِس طرح نہیں ہے کہ جی ہر جگہ پر مشینری جلا دی خاص کر ڈی بلوچ کی۔ اور زہری میں سوہیندا ڈیم کے نام سے جو ڈیم ہے اِس دو پر جو مجھے اطلاع ملی ہے کہ یہ دونوں کوئی اِس طرح کا نہیں ہوا ہے۔ یہ ٹھیکیداروں کی اپنی ملی بھگت ہے۔ اپنی اُس پر گاڑیوں کو رجسٹرڈ کر لیتے ہیں۔ پھر جا کر پیسے لیتے ہیں۔ اور گورنمنٹ پر بھی claim کر لیتے ہیں کہ جی گورنمنٹ بھی ہمیں پیسے دے دیں۔ تو یہ دو، تین چیزیں ہیں اِن پر ذرا ہمیں توجہ دینی چاہیے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی، بہت شکریہ۔ thank you جی ڈاکٹر صاحب۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: میڈم اسپیکر! مَیں repeat نہیں کرنا چاہتا ہوں۔ سی ایم صاحب کی خدمت میں سر! ایک، دو ایشوز ہم نے اٹھائے ہیں یا تو آپ میڈم اسپیکر! سی ایم صاحب کو خود بتا دیں۔ اگر مجھے اجازت دو گے تو میں اُسکو repeat کروں گا جو بھی آپ کی ایشو ہے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی آپ repeat کریں۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: repeat کروں گا۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: thank you very much اب مَیں، یقیناً آپ صبح سے لگے ہوئے ہیں میٹنگوں پر۔ کل پرسوں سے یہاں ایک issue آ گیا ہے کہ کوئی 34 کے قریب لاشیں سول ہاسپٹل میں پڑی ہوئی ہیں۔ پہلے یہ طریقہ کار تھا اپنا سی ایم صاحب کہ وہ لوگ جو لا پتہ تھے اُن کے لواحقین جا کر اُن لاشوں کو دیکھتے تھے۔ اگر اُن میں سے کسی کے ہیں تو وہ ضمانت لکھ کر وہ لاشوں کو لے کر اپنی قبرستان میں دفن کر لیتے تھے۔ لا پتہ افراد کا مسئلہ ختم ہو جاتا تھا۔ پرسوں

رات 13 with the fresh blood، دیکھیں! BLA نے ☆☆☆☆☆☆ (بحکم میڈیم قائم مقام اسپیکر حذف کردیئے گئے) اُن کی تصویر بھی آ گئی تھی۔تو 13یا12 تھے کہ یہ لوگ ہیں، اِن لوگوں نے خودکُش کیا ہے یا جو کچھ کیا ہے۔ یہ 13 لاشیں کاسی قبرستان میں پہلی دفعہ رات کے اندھیرے میں سرکاری گاڑیوں میں لے گئی ہیں اور یہ چوتھی دفعہ تھی کہ اِن کے لواحقین گئے ہیں کہ ہم اِسکو دیکھیں گے۔ اُن پر پولیس نے لاٹھی چارج کی ہے۔اور اُن کو نہیں چھوڑا ہے۔سی ایم صاحب !اس سے ہم سمجھتے ہیں کہ بلوچستان کو ہم سنبھالیں۔اِس سے provocation ہو رہی ہے۔ مَیں صبح سے اپنے دفتر میں بیٹھا ہوا ہوں۔وہاں اچھے خاصے لوگ جمع ہو رہے ہیں۔شاید آپ کے بھی نوٹس میں ہے۔تو اِس پر نوٹس لے لیں جو اُن کو دکھادیں، جن کی لاشیں، اس سے پہلے بھی اُٹھا کر لے جاتے تھے number one Sir! just a minute۔دوسرا سر! میرے علاقے کا ایک پروفیسر ہے، پروفیسر الیاس psychiatrist ہے۔اُس کو رات کو، اُس کا بیٹا پائلٹ ہے۔اُس کا داماد، اُن کو اُٹھا کر لے گئے ہیں۔سنا ہے اُس کو بدہ جیل میں ڈالا ہے۔وہ پروفیسرز ایسوسی ایشن کا بھی ذمہ دار آدمی ہے۔اور ایک psychiatrist بھی ہے۔میں ذاتی صورت میں اِس لیے جانتا ہوں کہ وہ میرے علاقے کا ہے۔ میں اور وہ میرا دوست بھی ہے۔تو سر! میری آپ سے گزارش ہے کہ اِس طرح کے واقعات اگر الیاس کے بارے میں observation ہیں، آپ 10 دفعہ سی ٹی ڈی بلائے، پولیس بلائے، دوسرے ایجنسیز بلائیں، وہ جائیگا۔وہ جاتا رہتا ہے۔اگر آپ اُس کو اُٹھائیں گے۔اب وہاں بھی ہمارے جو عام لوگ ہیں وہ بھی متاثر ہوئے ہیں۔اور اِس کے ساتھ ساتھ ہمارے ڈاکٹرز برادری ہیں، اِس سلسلے میں سر! مَیں نے آپ سے کل بھی گزارش کی اِس سے پہلے جو تھے اُن سے بھی گزارش کی کہ تھوڑا سا حالات کو سمجھیں۔کوئی ایسا عمل نہ ہو جس میں مزید provocation ہو جائے۔سی ایم صاحب ہمیں آپ سے یہی توقع ہے! کہ آپ ان چیزوں کو بُردباری سے آگے لے جائیں گے۔شکریہ۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: thank you ڈاکٹر صاحب۔جی سی ایم صاحب۔

میر سرفراز احمد بگٹی (قائد ایوان): میڈم اسپیکر! first of all میں معذرت چاہتا ہوں مَیں تھوڑا لیٹ ہوا، because آج پہلی دفعہ ایسا ہوا ہے کہ آنریبل پرائم منسٹر نے جو ہماری continuous Meetings ہوئی تھیں اُس کے بعد فیڈرل منسٹرز کو اور فیڈرل سیکرٹریز کو بلوچستان بھیجا ہے۔اِس سے پہلے ہم لوگ وہاں جاتے تھے اور وہاں جا کر اپنا رونا روتے تھے۔ اور This is first time, first ever time کہ فیڈرل منسٹرز اور فیڈرل سیکرٹریز جو کہ کوئٹہ آئے ہوئے ہیں۔اور بڑی lengthy ہمارے کوئی 48-49-points پر بلوچستان related issues پر جو اُنکے ساتھ ایک in-length discussions ہوئیں جس کی وجہ سے میں تھوڑا لیٹ ہوا ہوں۔

ڈاکٹر صاحب نے دو چیزوں کی نشاندہی کی۔ڈاکٹر صاحب! میں آپ کو بتادوں کہ لفظ☆☆☆،(بحکم میڈیم قائم مقام اسپیکرحذف کردیئے گئے)اِنکا استعمال terrorists کے لیے مناسب نہیں ہے۔ on the Floor of the House اِسکو terrorist ہی کہیں اور میں آپ سے بھی ریکوئسٹ کرتا ہوں کہ ریکارڈ میں اِس کو درست کرلیں کہ اسکو دہشتگرد ہی کہا جائے تو جناب اسپیکر! بجائے اِس کے کہ فدائین یا کوئی اِس طرح کا لفظ استعمال کیا جائے۔اُس کے بعد دوسری جو گزارش ہے وہ یہ ہے کہ جو ٹرین کا آپریشن ہوا تھا۔اُس میں terrorist کے دو گروپس آئے تھے۔ایک گروپ آیا تھا اُنہوں نے ٹرین کو ہائی جیک کیا۔اُس میں سے کچھ لوگ رُک گئے۔جنہوں نے جا کر بعد میں جو جس کو آپ suicidal کہہ رہے ہیں، یا فدائین کہہ رہے ہیں اُنھیں وہاں روکنا تھا۔اور پھر شاید کچھ لوگوں کو hostage بنا کرکے پھر negotiations کرنی تھی،کوئی اپنے لوگوں کی لسٹیں دینی تھیں۔What ever جو بھی اُن کے ارادے تھے، وہ ارادے تو اللہ نے اُن کے خاک میں ملا دیئے۔ایک دوسرا گروپ جو initially نیچے اُترا تھا۔اور اُنہوں نے آکر ٹرین کو ہائی جیک کرنے میں اِس گروپ کی مدد کی تھی۔وہ جب واپس جا رہے تھے، جو واپس اپنے ٹھکانوں کی طرف گئے تو وہاں یہ engagement ہوئی۔اور اُس engagement کے نتیجے میں 23 کے قریب لوگ مارے گئے، اُس battle میں، اب اگر 23 لوگ مارے گئے اُسی رات کو تو اُس کے بعد پھر ظاہر ہے train hostage کا next day آپ نے دیکھا کہ زرار نے جس طریقے سے، شاندار طریقے سے اللہ کے فضل سے اُن hostages کو بچایا۔لیکن میں اِسکی live streaming دیکھ رہا تھا footages سے۔تو وہ بہت ہی کامیاب اور successful operation تھا۔اُس کے بعد کیا ہوا کہ اُن dead bodies کو وہاں سے اٹھایا گیا، یہی قانون کہتا ہے، یہی پاکستان کا دستور کہتا ہے، کہ آپ اُن dead bodies کو لے کر آئیں اور اُن کی شناخت کرکے اُنکو ورثاء کے حوالے کیا جائے۔جو بھی اُس کو لینے کے لئے آتا ہے۔ اب ہمارے پاس دو options تھے۔ایک option یہ تھا میڈم اسپیکر! کہ اُن لاشوں کو وہیں پڑا رہنے دیتے کہ وہ وہیں گل سڑ جاتیں اور ہمیں بھی شاید یہ سوٹ کرتی۔بحیثیت حکومت کہ بس ٹھیک ہے وہاں ایک battle field میں مرے ہیں۔لیکن ہم نے اپنا قانونی طریقہ اختیار کیا کہ ہم اُن dead bodies کو واپس لے کر آئے۔اور اُس کے پیچھے ایک reason اور بھی تھا back of the mind کہ وہ reason یہ تھا میڈم اسپیکر! کہ جب کبھی اس طرح کی بات ہوتی ہے، بہت سارے evidences کے ساتھ یہ بات آئی ہے کہ مسنگ پرسنز کی لسٹ میں بہت سارے terrorist ایسے ہیں جو actively فورسز کے ساتھ لڑ رہے ہیں۔جب مارے جاتے ہیں تو پتہ چلتا ہے کہ مسنگ پرسنز میں اُنکا نام ہے۔ایسے میں ہمیں اُن terrorists کو لانا، اُن کی identification کرانا۔اب اُس میں کچھ ایسے ہیں جن کی شناخت ممکن

نہیں تھی۔ جب شناخت ممکن نہیں تھی تو ہمارے پاس اُنکے شناخت کا طریقہ کار کیا ہوتا ہے کہ ہمارا ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ اُن کا ڈی این اے لے لیتا ہے۔ وہ ڈی این اے کرانے کے بعد وہ ڈی این اے اپنے پاس رکھتا ہے پھر اُس کا ریکارڈ رکھتا ہے تو اِس پر کوئی two سے three weeks لگ جاتے ہیں۔ اُس کی ڈی این اے رپورٹ آنے میں۔ تو جو ڈی این اے جسکا match کریگا پھر ہم نے ایدھی کو جو ایک ویلفیئر ادارہ ہے۔ اُس کو سامنے رکھ کر، اُس کو بلا کر اِن لاشوں کی تدفین کرائی جو شناخت کے قابل نہیں تھے۔ اور باقیوں کو مارچری میں رکھا جو شناخت کے قابل تھے۔ اب جو شناخت کے قابل نہیں تھے اُن کے ڈی این اے ہو گیا اُن کا ہم نے ریکارڈ رکھ لیا، ہر ایک کے ساتھ اُس کا کتبہ لگایا کہ جی یہ ہمارے پاس ریکارڈ ہے یہ قبر نمبر وَن کا یہ ڈی این اے ہے۔ ٹو کا یہ ہے۔ تھری کا یہ ہے۔ فور کا یہ ہے۔ اور وہ جا کر اُن کو دفنا دیا گیا۔ اور جب اُن کو دفنا دیا گیا۔ تو اِس میں انہوں نے کیا کیا کہ ایک گروپ خاص طور پر یہاں جو کہ unregistred group ہے جو BYC کے نام سے، وہ جتھا بنا کے ہاسپٹل پر بھی چل دوڑے اور ہاسپٹل کے مارچری کے اندر سے اُنہوں نے زبردستی لاشیں نکالیں۔ اور وہ لاشیں نکال کے وہ لے کے جا رہے تھے اور اُن لاشوں کے ساتھ اُنہوں نے کیونکہ ہمارے قانون یہ کہتا ہے کہ آپ نے ورثاء کے حوالے کرنا ہے لہٰذا یا لاوارث سمجھ کے اُنکو ایدھی کے ذریعے دفنانا ہے اور اُنکا ریکارڈ رکھنا ہے یہ پورے کا پورا بیک گراؤنڈ ہے جو مَیں نے بتایا ہے۔۔۔ (مداخلت) جی، جی اُسکے بعد تو اِنکا کام ہی ہے کہ لاشوں پر سیاست کرنا۔ اُن کا کام ہی لاشوں پر سیاست کرنا ہے ہماری مجبوری یہ ہے کہ Honourable Madam Speakeer! کہ ہم نے اُنکے ڈی این اے کروالئے ہیں ہم نے اُنکو امانتاً دفنایا ہے کہ جس دن جس کا ڈی این اے کسی مسنگ پرسن سے مل رہا ہے لیکن یہ تھے hard-core-terrorists یہ operation field میں مارے گئے ہیں۔ اور اِنکو ہم ایک، اور پھر ہمارا قانون یہ کہتا ہے ہم سب قانون کے پاسدار لوگ ہیں جو اس اسمبلی میں بیٹھے ہوئے ہیں ہمارا قانون کہتا ہے ہمارا Terrorism Act یہ کہتا ہے کہ آپ نے کسی terrorists کو glorify نہیں کرنا ہے۔ وہ زندہ ہو تو اُسکو glorify نہیں کرنا ہے وہ جب جہنم واصل ہو گیا تو اُسکو glorify نہیں کرنا ہیں تو ہم نے دیکھا ہے کہ یہاں اُنکی لاشوں کو لے جایا جاتا ہے اور کس طریقے سے اُنکو glorify کیا جاتا ہے ہم تو قانون اور آئین کے مطابق کام کر رہے ہیں اور قانون اور آئین کے مطابق کام کرتے رہیں گے۔ جہاں تک بات ہے negotiations کی کوئی ہمارے ساتھ اِس point پر لاشوں کے حوالے سے negotiate کرنا چاہتا ہے اپوزیشن میں سے کوئی دوست اگر play کرنا چاہتا ہے کردار اور کوئی اگر باہر سے play کرنا چاہتا ہے کردار تو ہم اُسکے لئے بالکل تیار ہیں یہی ہمارا آئین کہتا ہے یہی ہمارا قانون کہتا ہے اور ہم قانون کے مطابق سب کچھ کر رہے ہیں۔ اُس کے بعد دوسرا جو آپ نے بتایا ہے پروفیسر صاحب کا جو کہ بی ایم سی میں شاید وائس پرنسپل بھی ہیں مَیں بھی اُنکو جانتا ہوں۔ مجھے اس واقع کی ڈیٹیل کا پتہ نہیں

مَیں before the House جھوٹ بولوں، لیکن اتنا مجھے پتہ ہے کہ ظہور بلیدی صاحب کی بھی رات کو مجھے کال آئی تھی اُنکی گرفتاری کے حوالے سے لیکن اُس سے پہلے آپ کو پتہ ہے کہ ہم نے ایک subversion cell بنایا ہے میڈم اسپیکر! یہ ہوم ڈیپارٹمنٹ میں جس کو بلوچستان کی کابینہ نے notify کیا ہے اور وہ subversion cell کس پر کام کر رہا ہے وہ کام کر رہا ہے اس پر کہ جو، ایک تو kinetic approach ہے اس لڑائی کو لڑنے کا۔ جو کہ سیکورٹی فورسز کا کام ہے پولیس کا کام ہے، سی ٹی ڈی کا کام ہے۔ ایک جو دوسرا اُسکا کام ہے وہ ہے پراونشل گورنمنٹ کا کام، جس کو non-kinetic approach کہتے ہیں وہ fourth-schedule میں ہے اُس میں لوگوں پر نظر رکھنی ہیں۔ اُس لسٹ میں جو ہمارے سرکاری ملازمین آئے تھے اُس میں اِنکا نام بھی تھا جو subversion activities میں involve تھے جو بچوں کو subvert کرنے میں اور anti-Pakistan Sentiments میں اور اُس میں اُنکا نام تھا لیکن آپ نے چونکہ اسکو فلور آف دی ہاؤس میں raise کیا ہے۔ مَیں اس اسمبلی کے بعد اسکو personally دیکھ لوں گا کیونکہ ایک ظاہر ہے کہ وہ تعلیم یافتہ آدمی ہے اور ہم نہیں چاہتے ہیں کہ لوگوں کو دیوار کے ساتھ لگانا۔ لیکن حکومت کی بھی یہ مجبوری ہے کہ جب آپ نے ایک subversion cell بنایا ہے، سرکاری ملازم ہو کے سرکاری تنخواہ لے کے سرکار کی روٹی پر anti-State کام کریں، پاکستان کو توڑنے کی advocacy کریں۔ اُسکی acceptability تو میرا خیال ہے کا اِس فلور سے دینا تو بالکل ہی نامناسب بات ہے، ضرور اُن سے بات کی جائے گی۔ مَیں اسکو thoroughly چیک کروں گا اگر وہ اس طرح کی کسی activity میں ہے اس سے پہلے بھی کچھ پروفیسرز صاحبان تھے جن کو ہم نے fourth-schedule میں ڈالا۔ وہ ہمارے پاس آئے ہم نے انکے ساتھ بیٹھے اور ہم نے اُن سے بات کی کہ جی آپ یہ جو anti-subversion drive ہے آپ اُس میں ہمارے پارٹنر بن جائیں آپ ہمارے ساتھ دیں۔ اُنہوں نے ہمارے ساتھ agree کیا کہ جی ٹھیک ہے ہم سے یہ غلطی ہوئی ہے۔ تو اگر وہ اس طرح کی بات ہے ہم بہت نرم گوشے کے ساتھ اس کو دیکھیں گے جی۔ شکریہ میڈم اسپیکر۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: قائد ایوان نے ڈاکٹر عبدالمالک صاحب کے جو الفاظ حذف کرنے کی ریکوسٹ کی ہے وہ الفاظ آج کی کارروائی سے حذب کئے جاتے ہیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: thank you جی سی ایم صاحب!

میڈم قائم مقام اسپیکر: پارلیمانی سیکرٹری برائے محکمہ سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، کی جانب سے جاری رولنگ کی روشنی میں محکمہ سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی رپورٹ بابت کوئٹہ سیف سٹی کے کیمروں کی بابت ایوان میں پیش کی جائے۔

جناب عبدالصمد گورگیج (پالیمانی سیکرٹری برائے سائنس وانفارمیشن ٹیکنالوجی): مَیں پارلیمانی سیکرٹری برائے سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی، مورخہ 17 مارچ 2025ء کی اسمبلی کی نشست میں جناب چیئر مین کی جانب سے کوئٹہ سیف سٹی کے کیمروں کی بابت جاری رولنگ کی روشنی میں محکمہ سائنس اینڈ انفارمیشن ٹیکنالوجی کی رپورٹ ایوان میں پیش کرتا ہوں۔.thank you Madam Speaker

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی رپورٹ پیش ہوئی۔

وقفہ سوالات۔ میرزابدعلی ریکی صاحب چونکہ موجودنہیں ہیں۔ اور concerned Minister بھی موجودنہیں ہیں تو اُنکے سوالات کوآیاڈیفرکیاجائے۔

قائدحزب اختلاف: دیکھیں میڈم اسپیکر! یہ بار بار ایسے ہوا ہے آپ نے پچھلے سیشن میں یہی کہا تھا کہ وزرا سوالوں کے جوابات کے دن نہیں آتے ہیں۔ تو یہاں سے ہمارے کسی دوست نے مائینڈ کیا تھا کہ آپ وزرا صاحبان کو کہتے ہیں۔ تو اُسکا ثبوت آج بھی ہے آپ نے اُس دن یہی کہا تھا کہ جی اگلے اجلاس میں ضرور وزرا آجائیں گے ابھی چھ چھ مہینے کے بعد سوالات آجاتے ہیں پھر ہم ڈیفر کر دیتے ہیں پھر اگلے اجلاس میں بھی یہ نہیں آئیں گے۔ آپ ہمیں ہاؤس کی طرف سے یہ surety دے دیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی سی ایم صاحب۔

جناب قائدایوان: میڈم اسپیکر! مَیں آنریبل اپوزیشن لیڈر کے ساتھ بالکل متفق ہوں کہ اُنکی بات درست ہے کہ وزرا صاحبان کو کہ جس دن اُنکا question hour ہو اُس دن اُنہیں آنا چاہیے آپ بھی اُنکو لکھیں اور میری بھی ذمہ داری ہے اُس کابینہ کو مَیں head کر رہا ہوں مَیں ensure کراؤں گا کہ ہر وزیر آ کے اپنے سوالوں کا خود جواب دے دیں۔ اور جو خود اُسکی تیاری ہوتی ہے ڈیپارٹمنٹ کے بارے میں جو اُسکا grip ہوتا ہے وہ کسی اور وزیر کا نہیں ہوتا۔ بادینی صاحب کو کیا پتہ ہے کہ ایگریکلچر میں کیا ہو رہا ہے یا کھیتران صاحب کو شاید فنانس کا پتہ نہیں ہوگا اسی طرح جو منسٹر لائیواسٹاک بیٹھے ہیں اُسکو شاید ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کا پتہ نہیں ہوگا۔ تو یہ make sure کریں اور آپ اپنی rules میں کوئی amendment کرائیں کہ منسٹرز کو جب تک کوئی ایسی خاص مجبوری نہیں ہوں۔ انسان کی کوئی مجبوری بھی ہوسکتی ہے لیکن وہ کم از کم آ کے اپنی ڈیپارٹمنٹ کے سوالات کا جواب خود دیں۔ تو مَیں بھی ensure کراتا ہوں اور آپ کا دفتر بھی لکھے اور جن دوستوں کے سوالات ہیں مَیں اُن سے معذرت خواہ ہوں کہ آئندہ ہم کوشش کریں گے کہ انشاء اللہ وزرا آئیں گے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی last session میں ہماری یہ بات ہوئی تھی کہ انشاء اللہ ہم next session میں وزراصاحبان کو پابند کریں گے کہ وہ اپنے وقفہ سوالات پر موجود ہوں۔ جی محرک بھی موجود نہیں ہے زاہد صاحب بھی موجود نہیں ہیں۔

قائد حزب اختلاف: محرک نہیں ہے لیکن مَیں بھی ہوں میرا سوال ہے میر یونس عزیز زہری آیا میرا نام ہے یا کوئی اور محرک ہے شاید میں نے ماسک پہنا ہے آپ نے مجھے نہیں پہچانا۔ محرک میں ہوں میرا سوال ہے۔

سردار عبدالرحمٰن کھیتران (وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ): آپ کا روزہ مجھ پر نکلتا ہے مَیں نے اس محرک کی بات کی ہے۔

قائد حزب اختلاف: سردار! اس پر میرا بھی سوال ہے۔ اُسکا نہیں ہے تو مَیں اپنا سوال تو ڈیفر نہیں کراؤں گا۔ سوال نمبر 100 آپ دیکھ لیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: kindly آپ لوگ directly conversion نہیں کر سکتے ہیں۔

وزیر پبلک ہیلتھ انجینئرنگ: اسمبلی کا ریکارڈ ہے کہ یہ مَیں نے آپ سے نشاندہی کی ہے کہ میر زاہد علی ریکی۔ مَیں نے کہا کہ محرک نہیں ہے۔ ان کے question تو آئے نہیں ہیں کہ مَیں اُن پر اعتراض کروں۔

قائد حزب اختلاف: میڈم اسپیکر! سردار خواہ مخواہ میں ہمیں تنگ کرتا ہے اُسکے بعد آپ دیکھ لیں مَیں نے ماسک پہنا ہے اور ٹوپی پہنا ہے میں آپ اور سردار صاحب کو نظر نہیں آ رہا ہوں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: آج آپ نے ماسک بھی پہنا ہوا ہے اور ٹوپی بھی پہنی ہوئی ہے۔ اور حقیقتاً آپ سامنے نظر نہیں آئے۔

قائد حزب اختلاف: میڈم ماسک تو مَیں نے نکالا ہے لیکن ٹوپی مَیں اُتار نہیں سکتا ہوں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: نہیں اب آپ پر نظر پڑ چکی ہے جی۔ جی میر زاہد علی ریکی صاحب کے questions جو ہیں انکو ڈیفر کیئے جاتے ہیں۔ جی جتنے بھی questions ہیں انکو اس وقت ڈیفر کیئے جاتے ہیں۔ وقفہ سوالات ختم۔

توجہ دلاؤ نوٹس۔ مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ صاحب! آپ اپنا توجہ دلاؤ نوٹس سے متعلق سوال دریافت فرمائیں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: بسم اللہ الرحمٰن الرَّحیم۔ وزیر برائے محکمہ فشریز کی توجہ ایک اہم مسئلے کی جانب مبذول کروائیں گے کہ ساحل بلوچستان کے ماہی گیروں کے حقوق کی بابت تاحال حکومت نے کوئی قانون سازی نہیں کی ہے جس کی وجہ سے مافیاز لوکل ماہی گیروں پر ظلم کرتے ہیں۔ کیا محکمہ فشریز لوکل ماہی گیریوں کے حقوق کی بابت قانون سازی کا ارادہ رکھتی ہے تفصیل فراہم کی جائے۔

ڈاکٹر عبدالمالک بلوچ: وزیر صاحب نہیں ہے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی ہدایت الرحمٰن صاحب لیکن چونکہ آپ کا پوائنٹ آ گیا ہے۔

جناب قائد ایوان: میڈم اسپیکر! from the day first بہت ہی important ministry ہے۔اور جو مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب ہیں جو پہلے دن سے اُنکا سب سے بڑا جوفوکس ہے وہ صرف فشریز پر اور illegal tralling پر ہے۔آپ کے لئے مَیں آج بھی یہ بتادوں کہ جوفیڈرل گورنمنٹ کے لوگ ہمارے پاس آئے تھے اُس میں ایک اہم نکتہ جوتھا وہ illegal tralling کے حوالے سے تھا اور آپ کو پہلے دن سے پتہ ہے کہ مَیں جہاد کے طور پر اس کو لے رہا ہوں یہ illegal tralling کو اور انشاءاللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ مل کے یہ illegal tralling کو بھی ختم کریں گے۔اور فشریز کے لئے آپ کے لئے یہ بھی خوشی ہوگی کہ جو آپ ایک iranian boats ہیں جو unregistered تھے وہاں گوادر میں اور باقی جگہوں پر کوسٹل بیلٹ میں اُنکے لئے بھی one time waivers وہ فیڈرل گورنمنٹ نے اناؤنس کیئے ہیں اور اُنکو ہم رجسٹر کرنے جارہے ہیں کہ یہ بھی آپ اور ماہی گیروں کے لئے ایک بڑی خوش خبری ہے جہاں تک آپ نے کہا کہ اس کی جو قانون سازی ہے۔اُس پر کام ہو رہا ہے مجھے اُس کی details نہیں پتہ میر ظہور بلیدی صاحب اُس پر کام کر رہے ہیں اور وہ بھی آج نہیں ہیں اور آج ہماری پارلیمانی سیکرٹری بھی عمرے پر گئے ہیں اور وہ وہاں دعا مانگ رہے ہیں۔تو اِس پر بھی مَیں آپ کو اپنے چیمبر میں بریف کردوں گا۔میڈم اسپیکر! اگر آپ مجھے اجازت دے دیں۔تو انشاءاللہ ہم اس پر قانون سازی ضرور کرلیں گے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ۔جی مولانا ہدایت الرحمٰن صاحب۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ : سی ایم صحیح کہہ رہے ہیں۔اس میں لوکل مافیاز کا، میں خود بھی فشریز قائمہ کمیٹی کا چیئرمین بھی ہوں۔تو یہ جو مافیاز ہیں۔اس میں ماہی گیروں کا صلہ نہیں ملتا۔ایک تو ٹرالر مافیا ہیں ایک لوکل مافیا ہیں۔لوکل مافیاز کمپنیوں کی صورت میں بڑی بڑی کمپنیوں کی صورت میں جو ماہی گیروں کی محنت کا صلہ نہیں ملتا۔واحد ماہی گیر ہیں ٹماٹر والا اپنا جو ٹماٹر ریٹ خود مقرر کرتا ہے۔ماہی گیر اپنے مچھلی کا ریٹ خود مقرر نہیں کرتا۔وہ مافیاز مقرر کرتے ہیں۔اس لیے ماہی گیروں کو اپنے محنت کا صِلہ بھی ہمیں نہیں ملتا۔اسی طرح ہمارے ماہی گیر لوکل اقلیت میں تبدیل ہو رہے ہیں۔جا کے ڈامب کے ماہی گیروں سے پوچھیں، جا کے پسنی کے ماہی گیروں سے پوچھیں۔ہمارے جو لوکل ماہی گیر ہیں۔یہ مافیاز باہر سے لوگوں کو لا لا کے ہمارے لوکل ماہی گیر جو ہے بالکل اقلیت میں ہیں وہ اپنے سمندر میں جانے سے رہ گئے ہیں۔وہ اپنے سمندر نہیں جاتے تو اس لیے اس میں لوکل ماہی گیروں کے لیے قانون سازی کی ضرورت ہے۔لیکن ان کے حقوق محفوظ ہوں ٹالر مافیا ایک تو ٹالر مافیا ہے لوکل مافیا ہے جو ان کے باہر سے آتے ہیں کمپنیوں کی صورت میں یہ جو کمپنیاں جو کماتے ہیں ہمارے ماہی گیروں سے پھر ماہی گیروں ان کی فلاح پر خرچ بھی نہیں کرتے۔حالانکہ قانون بھی ہے کتنا فیصد ان مقامی ماہی گیروں پہ

خرچ بھی کرنا چاہیے۔ یہ لوگ کماتے تو ہیں وہاں ماہی گیروں پر ظلم بھی کرتے ہیں لیکن فلاح بہبود پر ماہی گیروں پر یہ ظالم خرچ بھی نہیں کرتے ہیں۔ تو اس پر میرا یہ تھا کہ اس میں قانون سازی کی ضرورت ہے اسی طرح سی ایم صاحب سے یہ بھی میری گزارش ہے کہ جو ابھی بارہ ناٹیکل تک اُس طرف جو ٹرالر اس طرف فشنگ نہیں کر سکتے ہیں۔ میر غوث بخش بزنجو صاحب اُس وقت ہماری کشتیوں میں انجن نہیں ہوتے تھے۔ جب یہ قانون پاس ہوا۔ وہ کہتے ہیں اس میں ایک کپڑا ہوتا تھا 1971ء میں اُس کے ذریعے سے ہماری کشتیاں جاتی تھی۔ جو ابھی بڑے بڑے ہمارے انجن ہیں وغیرہ یہ بارہ ناٹیکل کا مَیں اسمبلی اگر یہ ہمارے کمیٹی کو کہتے ہیں اگر قانون سازی ہوتی ہے۔ اس کو بڑھانے کی ضرورت ہے کیونکہ یہ اس میں بھی مسئلہ ہے کہ کسی کو پتہ نہیں ہوتا کہ بارہ ناٹیکل یہ آجاتے ہیں ظالم ٹرالر قریب آجاتے ہیں یہ ہمارے فشرز والے چلے جاتے ہیں۔ اور یہ بھی درست کہا وزیر اعلیٰ صاحب نے ٹرالر مافیا کے خلاف مجھے وزیر اعلیٰ صاحب کی نیت میں کوئی شک نہیں ہے۔ ٹرالر مافیا کے خلاف یہ بہت سخت بات کرتے ہیں۔ لیکن مجھے محکمہ کی نیت پہ بڑا شک ہے وزارتِ فشریز کی نیت پر بڑا شک ہے۔ تو اس لیے میں وزیر اعلیٰ صاحب پر مجھے شک نہیں ہے۔ تو پڑی ہے کہ وہاں اس پر مجھے شک ہے بہر حال اس میں یہ قانون سازی کے جو 12 ناٹیکل ہے، اس پہ قانون سازی ہونی چاہیے۔ اگر اس میں آپ کمیٹی کو، وزیر اعلیٰ محترم آپ کمیٹی کے پاس اس پر ہم کام کر رہے ہیں۔ کابینہ یا اسمبلی میں پیش ہو جائے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: ٹھیک ہے، جی سی ایم صاحب۔

جناب قائد ایوان: میڈم اسپیکر! میری بھی اس پر ایک تجویز ہے تو جو kind permission بہت اچھی تجویز دی ہے مولانا صاحب نے یہ 12 ناٹیکلز مائلز اُس وقت 1971ء اور آج ٹیکنالوجی کے دور میں بہت فرق ہے۔ ہمیں unanimously پورے ہال کو adopt کر کے ایک resolution اس پر پاس کرنی چاہیے۔ اور اس کے بعد پھر فیڈرل گورنمنٹ سے اس کو ٹیک اَپ کرنا چاہیے۔ so that ہم اپنے 12 ناٹیکل مائلز کو 20 ناٹیکل مائلز، 25 ناٹیکل یا مائلز 24 ناٹیکل مائلز تک لے کے جا سکیں۔ اور ان ٹرالرز کے خلاف جو جہاد ہے وہ کر سکیں۔ تو میری اس میں مَیں agree کرتا ہوں کہ اس کو ایک قرارداد کی شکل میں آج کے سیشن میں یا کل کے سیشن میں یا جب whenever appropriate، تو ہم سارے مل کے اس کو فیڈرل گورنمنٹ سے ٹیک اَپ کرتے ہیں یہ بہت ضروری ہے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی شکریہ۔ رخصت کی درخواستیں۔ سیکرٹری اسمبلی! رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

جناب طاہر شاہ کاکڑ (سیکرٹری اسمبلی): میر علی حسن زہری صاحب، میر زابد علی ریکی صاحب اور جناب حاجی فضل قادر مندوخیل صاحب نے آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: آیا رخصت کی درخواستیں منظور کی جائیں؟ رخصت کی درخواستیں منظور ہوئیں۔

سرکاری قرارداد۔ جناب سنجے کمار پارلیمانی سیکرٹری اور جناب رَوِی پہو جا رکن اسمبلی میں سے کوئی ایک محرک اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 17 پیش کریں۔

جناب رَوِی پہوجا: شکریہ میڈم اسپیکر! ہرگاہ کہ صوبے میں بسنے والے اقلیتیں جو صوبے کی ترقی میں اپنا بھرپور کردار ادا کرتی ہیں۔لیکن اس کے برعکس بلوچستان پبلک سروس کمیشن یا بلوچستان میں کسی بھی محکمے میں عوامی خدمات کمیشن تشکیل دیئے جاتے ہیں تو اِس میں ایک اقلیتی برادری سے تعلق رکھنے والے مرد وخواتین کو بطور ممبر منتخب نہیں کیا جاتا ہے۔جس کی وجہ سے صوبے میں آباد اقلیتی کمیونٹیز جن میں ہندو، مسیح اور دیگر اقلیتی فرقے شامل ہیں، کے پڑھے لکھے مرد وخواتین میں سخت مایوسی اور احساس سے محرومی پائی جاتی ہے۔لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتا ہے کہ وہ بلوچستان پبلک سروس کمیشن اور صوبے کے باقی محکموں کے کمیشنوں میں صوبے میں بسنے والے اقلیتوں کو بھی نمائندگی دینے کے لیے عملی اقدامات اُٹھانے کو یقینی بنائیں تاکہ اقلیتوں میں پائی جانے والی بے چینی اور احساسِ محرومی کا خاتمہ ممکن ہوسکے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: مشترکہ قرارداد نمبر 17 پیش ہوئی۔کیا محرکین اپنی مشترکہ قرارداد نمبر 17 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی سنجے صاحب۔

جناب سنجے کمار (پارلیمانی سیکرٹری برائے اقلیتی امور): شکریہ میڈم اسپیکر صاحبہ۔میڈم اسپیکر صاحبہ چند ماہ پہلے بلوچستان پبلک سروس کمیشن کی ایک کمیشن تشکیل دی گئی تھی جس میں خواتین سے ایک ممبر لیا گیا تھا جوکہ ایک بڑی اچھی بات ہے۔لیکن اس میں اقلیت سے کوئی ممبر بھی اس کمیشن میں نہیں لیا گیا تھا۔جبکہ ہمارے وزیراعلیٰ بلوچستان میر سرفراز بگٹی صاحب اقلیتوں سے کافی لگاؤ بھی رکھتے ہیں۔ چاہے ہمارے مذہبی ایونٹس ہوں یا ترقیاتی بجٹ ہوں یا کوئی بھی ایسی تقریب ہوں، اُس میں بھرپور تعاون کرتے ہیں اور اس میں شرکت بھی کرتے ہیں۔ ہماری یہی گزارش ہوگی تمام ہمارے ممبران سے کہ اگر بلوچستان میں جتنے بھی محکمے ہیں اُن میں اگر کوئی بھی کمیشن تشکیل دی جائے تو اُس میں بطورِ ممبر اقلیتی برادری سے بھی ایک ممبر ضرور لیا جائے۔ بہت بہت شکریہ۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: آیا مشترکہ قرارداد نمبر 17 منظور کی جائے؟ مشترکہ قرارداد نمبر 17 منظور ہوئی۔ جناب فضل قادر مندوخیل صاحب کی دو قراردادیں ہیں قرارداد نمبر 37 اور قرارداد نمبر 41۔ کیونکہ وہ موجود نہیں ہیں تو اِنہیں اِس وقت ہم next سیشن کے لیے ڈیفر کرتے ہیں۔سید ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر 40 پیش کریں۔ جی زمرک صاحب۔

انجینئر زمرک خان اچکزئی: میڈم مَیں صرف یہ کہنا چاہتا ہوں کہ میں نے جو بات کی وہ آنرایبل ممبر نے معذرت نہیں

کی ۔تو مَیں ریکویسٹ کرتا ہوں کہ میرا تحریک استحقاق جو ہے اگر کوئی ممبر اور چاہتا ہے تو مَیں پھر تحریک استحقاق جمع کروں گا۔وہ کمیٹی کے حوالے کرکے اُس پر کارروائی کریں۔

جناب رحمت علی صالح بلوچ: میڈم اسپیکر! یہ زمرک خان صاحب نے جو پوائنٹ اُٹھایا ہے بلکہ مَیں اُس کی حمایت کرتا ہوں۔ہم سمجھتے ہیں کہ اس طرح سیاستدان یا سیاسی لیڈرشپ یا سیاسی جماعتوں کے خلاف یا خاص اسپیشلی اِس اسمبلی کے ممبران کے خلاف بلاکوئی ثبوت کے الزام تراشی کرنا یہ مناسب نہیں ہے۔لہٰذا مَیں حمایت کرتا ہوں اور مَیں یہی اُمید کرتا ہوں کہ باقی ممبرز بھی اِس ایوان کی اور یہاں کے ممبران کی استحقاق مجروح ہوئی ہے اِس تحریک استحقاق پر وہ دستخط کریں گے اور جمع کریں گے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی ظفر علی آغا صاحب! آپ اپنی قرارداد نمبر **40** پیش کریں۔

سید ظفر علی آغا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔شکریہ میڈم اسپیکر! ہرگاہ کہ صوبہ بھر میں تعلیمی نظام کی بہتری کے لئے اسکالرشپ پروگرام متعارف کیا گیا ہے جس سے ہماری قوم کے طلباء وطالبات مستفید ہورہے ہیں جوکہ ایک مستحسن اقدام ہے لیکن اس کے برعکس چونکہ صوبہ بھر کے دینی مدارس کے طلباء وطالبات جو مالی لحاظ سے انتہائی کمزور ہیں لیکن ان کے لئے کسی بھی قسم کی اسکالرشپ پروگرام شروع نہیں کیا گیا ہے جس کی بنا وہ بہتر تعلیم جاری رکھنے سے قاصر رہ جاتے ہیں۔ جو دینی مدارس کے طباء و طالبات کے ساتھ سراسر ناانصافی اور زیادتی کے مترادف ہے، لہٰذا یہ ایوان صوبائی حکومت سے سفارش کرتی ہے کہ وہ عصری تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کے لئے بھی اسکالرشپ پروگرام شروع کرنے کو یقینی بنائے تاکہ دینی مدارس کے طلباء وطالبات کو بھی اعلیٰ تعلیم کے مواقع فراہم ہوسکے۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: قرارداد نمبر 40 پیش ہوئی۔کیا محرک اپنی قرارداد نمبر 40 کی admissibility کی وضاحت فرمائیں گے۔

سید ظفر علی آغا: میڈم اسپیکر شکریہ۔میڈم اسپیکر! جیسا کہ آپ کو بخوبی اندازہ ہے کہ میرا بالخصوص اُس جماعت سے تعلق ہے جو جمعیت علماء اسلام ہے، ہماری جماعت میں ہمارے کارکنوں میں یہ تشویش ہمہ وقت ہے کہ بلوچستان میں رجسٹرڈ جتنے بھی مدارس کی تعداد اِس ٹائم جو رجسٹرڈ ہیں وہ 575 ہیں اور طلباء کی تعداد 71815 ہے۔اور میڈم اسپیکر! جہاں تک تعلیم کے لحاظ سے اگر ہمیں دیکھا جائے تو ہم ہر طالبعلم کے لیے لیپ ٹاپ اسکیم لے آتے ہیں۔ ہر طالبعلم کے لیے اُس کی conveyance کا بندوبست بھی کرتے ہیں۔اچھے اقدامات ہیں۔مگر جمعیت علماء اسلام میں یہ تشویش کارکنوں میں پائی جاتی ہے بالخصوص میں سی ایم بلوچستان میر سرفراز بگٹی صاحب سے درخواست کرتا ہوں اپنی جماعت کی طرف سے اپنے علمائے کرام کی طرف سے کہ جتنے بھی مدارس ہیں اُن کو بالخصوص scholarship جو

ہمارے علماء کرام میں سے students میں سے toppers ہیں کم سے کم اُن لوگوں کے لیے ایک ایسا جامع پیکج یا ایک ایسا جامع scholarship کا اعلان کیا جائے تا کہ ہمارے جمعیت علماء اسلام میں جو یہ تشویش پائی جاتی ہے وہ ختم ہواور میر سرفراز بگٹی صاحب سے مَیں درخواست کرتا ہوں اپوزیشن لیڈر صاحب بھی اِس پر بات کریں گے مَیں گزارش کرتا ہوں کہ وہ بھی ہمارے ملک اور صوبے کے جو students ہیں اور اپنے جتنے بھی درس و تدریس علماء کرام اور students مدارس میں پڑھتے ہیں آپ یقین جانیں میڈم! اُس کے لیے خاطر خواہ ہم لوگوں نے کوئی صوبے بھر میں مجھے نظر نہیں آتا۔ آپ ہمارے اساتذہ کو لے لیں وہ آج بھی یہ جتنے بھی مدرسے ہیں وہ لوگوں کی مدد، اپنی مدد آپ کے تحت چل رہے ہیں اور لوگوں کے تعاون سے چل رہے ہیں۔ مَیں چاہتا ہوں کہ بلوچستان کی حکومت جو کہ ہماری حکومت ہے اِس میں کوئی شک نہیں کہ میر سرفراز بگٹی صاحب vision رکھتے ہیں مَیں گزارش کرتا ہوں کہ ہمارے علمائے کرام جتنے بھی ہیں اُن کے لیے بھی vacancies، مَیں نے پچھلی دفعہ بھی یہ قرارداد منظور کروائی تھی کہ ہمارے پولیس اسٹیشنز ہمارے جتنے بھی سرکاری ادارے ہیں اُن میں یہ پوسٹیں create کی جائیں۔ وہ قرارداد تو منظور ہوئی اُس پر کتنا عملدرآمد ہوا مجھے نہیں معلوم مگر مَیں آج دل سے request کرتا ہوں حکومت بلوچستان سے ہمارے وزیر اعلیٰ صاحب سے کہ اِس قرارداد کے پر فی الفور ایک ایسا comment دیں کہ تا کہ ہماری جمعیت میں ہمارے کارکنوں میں خوشی کی لہر دوڑ پڑے جی thank you۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی آیا قرارداد نمبر 40 منظور کی جائے؟

قائد حزب اختلاف: میڈم مجھے تھوڑی سی بات کرنے دیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی، جی آپ زہری صاحب آپ بات کریں۔

قائد حزب اختلاف: ایک تو یہ سردار صاحب نے ہم لوگوں کو کہیں کا نہیں چھوڑا۔ سی ایم صاحب وعدہ کرلیں سی ایم صاحب نے سُنا یا نہیں سُنا ہے لیکن اِس قرارداد کو منظور کرلیں من وعن۔ اِس قرارداد میں کوئی ایسی بات نہیں ہے اِس میں سی ایم صاحب ہم آپ سے گزارش کرتے ہیں اِس قرارداد میں ہم نے کہا ہے کہ scholarship ہم اپنے اسکول کے اور دوسرے بچوں کو دے رہے ہیں۔ اِس scholarship میں ہم اسلامی ہمارے جو طلباء ہیں ہمارے جو مدارس کے، اِن کو بھی اِس میں شامل کیا جائے۔ تو مجھے یقین ہے کہ سی ایم صاحب اِس پر بھی توجہ دیں گے۔ کیونکہ ہمارے طلباء میں بہت سارے جو اُن طلباء کو شامل کرلیں جو رجسٹرڈ مدارس ہیں۔ جو گورنمنٹ کے ساتھ رجسٹرڈ ہیں اُن کو شامل کردیں Phase-I میں اور Phase-II میں ہم رجسٹرڈ کرتے ہوئے ہم آگے چلے جائیں گے۔ کیونکہ ہمارے طلباء میں بے چینی پھیلی ہوئی ہے کہ اسکول کے بچوں کو دے رہے ہیں کالج کو دے رہے ہیں تو ہمیں کیوں نہیں دے رہے ہیں ہم بھی

اِس ملک کے باسی ہیں ہم بھی یہاں رہتے ہیں اور ہمارا حق بھی بنتا ہے۔تو میری گزارش سی ایم صاحب سے یہی ہے کہ اِس پر توجہ دے دیں اور اس کو منظور کردیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی کوئی comments ہیں؟

سید ظفر علی آغا: سی ایم صاحب سُن رہے ہیں کہ ہماری جمعیت علمائے اسلام میں آپ یقین کریں یہ بہت بے چینی پائی جاتی ہے۔

جناب قائد ایوان: دیکھیئے اِس میں کوئی دورائے نہیں ہے میڈم اسپیکر! پلیز! اگر آپ ہاؤس میں آرڈر کروادیں پلیز۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: Kindly please میر کھوسہ صاحب! آپ تشریف رکھیں۔ Order in the house kindly۔

جناب قائد ایوان: Thank you میڈم اسپیکر۔میڈم اسپیکر! کوئی شک نہیں کہ ہمارا ایک بہت بڑا طبقہ جو ہے خاص طور پر غریب بچے جو ہیں وہ مدرسوں میں تعلیم حاصل کرتے ہیں۔گو کہ مَیں مدرسہ reforms کا بہت حامی ہوں اور مدرسہ جو education system ہے اُس کو کلپ کرنا چاہیے modern education system کے ساتھ تا کہ جو بچے وہاں بھی تعلیم حاصل کریں، وہ دنیاوی اور دینی دونوں تعلیم حاصل کرسکیں۔ any-how بڑی important قرارداد ہے وہ ہمارے معاشرے کا حصہ ہیں وہ بچے بھی ہمارے بچے ہیں ہمارے دل کے بڑے قریب ہیں۔ہم اِس پر اِنشاءاللہ تعالیٰ بیٹھیں گے دوستوں کے ساتھ جس طرح کا بھی راستہ نکلا ہم اِنشاءاللہ راستہ ضرور نکالیں گے

میڈم قائم مقام اسپیکر: جی Thank you جی۔آیا قرارداد نمبر 40 منظور کی جائے؟ قرارداد نمبر 40 منظور ہوئی۔اب مَیں گورنر بلوچستان کا حکم نامہ پڑھ کر سناتی ہوں جی۔مَیں نے مولانا صاحب! سب سے پہلے آپ سے کہا تھا کہ آپ پڑھیں۔آپ نے اگر بات کرنی ہے تو آپ کرلیں مَیں آپ کو دومنٹ دے دیتی ہوں۔

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: لیکن یہ ہے کہ آپ نے کہا تھا ایجنڈے کے بعد آپ بات کریں۔ مَیں نے چِٹ دی ہے کہ ایجنڈے کے بعد میں بات کرنا چاہتا ہوں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: آپ نے مجھے یاد دلوادیا۔جی آپ بات کرلیں مولانا صاحب۔جی مولانا صاحب آپ بات کرلیں جی۔وہ کہہ رہے ہیں نہیں۔مولانا صاحب! آپ نے بات نہیں کرنی ہے؟

مولانا ہدایت الرحمٰن بلوچ: نہیں نہیں۔

میڈم قائم مقام اسپیکر: ok.

ORDER

In excersie of the Powers conferred on me by Article 109(b) of the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan, 1973, I Sheikh Jaffar Khan Mandokhel, Governor Balochistan, hereby order that on conclusion of business, the Session of the Provincial Assembly of Balochistan shall stand prorogued on Thursday, the 20th March, 2025.

اب اسمبلی کا اجلاس غیر معینہ مدت کے لیے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس شام 04 بجکر 55 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)

☆☆☆